بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 69

ایڈیٹر
منصور احمد

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian

شمارہ 28

شرح چندہ
سالانہ 700 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ
یا 80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

17 ذوالقعدہ 1441 ہجری قمری • 9 وفا 1399 ہجری شمسی • 9 جولائی 2020ء

ارشاد باری تعالیٰ

یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُبَیِّنَ لَکُمۡ وَیَہۡدِیَکُمۡ سُنَنَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ وَیَتُوۡبَ عَلَیۡکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ○

(النساء:27)

ترجمہ: اللہ چاہتا ہے کہ وہ تم پر بات خوب روشن کردے اور اُن لوگوں کے طریقوں کی طرف تمہاری راہنمائی کرے جو تم سے پہلے تھے اور تم پر توبہ قبول کرتے ہوئے جھکے اور اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) صاحب حکمت ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 3 جولائی 2020 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

گناہ سے بچنے کی قوت پیدا ہوتی ہے مؤاخذۂ الٰہی کے خوف سے، لیکن وہ مواخذہ کا خوف کیونکر ہوسکتا ہے جب کہ یہ مان لیا جاوے کہ ہمارے گناہ یسوع نے اُٹھا لئے

اس اُصول کا اثر درحقیقت بہت بُرا پڑا، اگر یہ اصول نہ ہوتا تو یورپ کے ملکوں میں اس کثرت سے فسق وفجور نہ ہوتا اور اس طرح پر بدکاری کا سیلاب نہ آتا جیسے اب آیا ہوا ہے

ہم تو اُصول ہی کو دیکھیں گے۔ ہمارے اصول میں تو یہ لکھا ہے کہ فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ
اب اس کا اثر تم خود سوچ لو، کیا پڑے گا؟ یہی کہ انسان اعمال کی ضرورت کو محسوس کرے گا اور نیک عمل کرنے کی سعی کرے گا

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

کفّارہ پر ایمان لانے سے انسان گناہ پر دلیر ہوجاتا ہے

اگر کوئی یہ کہے کہ کفارہ پر ایمان لانے سے انسان گناہ کی زندگی سے نجات پاسکتا ہے اور گناہ کی قوت اس میں نہیں رہتی تو یہ ایک ایسی بات ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے اس لئے کہ یہ اُصول ہی اپنی جڑھ میں گناہ رکھتا ہے۔ گناہ سے بچنے کی قوت پیدا ہوتی ہے مؤاخذۂ الٰہی کے خوف سے لیکن وہ مواخذہ کا خوف کیونکر ہوسکتا ہے جب کہ یہ مان لیا جاوے کہ ہمارے گناہ یسوع نے اُٹھا لئے۔ اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ ایسے اُصول کا انسان کبھی متقی نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ ہر ایک کام کو جس کی بِنا تقویٰ کے اُصولوں پر ہو ضروری نہ سمجھے گا۔ یہ خوب یاد رکھو کہ پاک باطنی ہمیشہ اُصولوں ہی سے شروع ہوتی ہے......

پھر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کفّارہ کا مسئلہ ماننے والوں نے پاک باطنی کی عملی نظیریں کیا قائم کی ہیں؟ یورپ کی بداعمالیاں سب کو معلوم ہیں۔ شراب جوأم الجرائم اور اُم الخبائث ہے۔ اس کی یورپ میں اس قدر کثرت ہے کہ اُس کی نظیر کسی دوسرے ملک میں نہیں ملتی۔ مَیں نے کسی اخبار میں پڑھا تھا کہ اگر لندن کی شراب کی دوکانوں کو ایک لائن میں رکھا جائے تو پچھتر میل تک چلی جاویں۔ جس حالت میں اُن کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہر ایک گناہ کی معافی کا سرٹیفکیٹ دیا گیا ہے اور جس قدر گناہ کوئی کرے وہ معاف ہیں۔ اب سوچ کر عیسائی ہم کو جواب دیں کہ اس کا اثر کیا پڑے گا۔

اگر نعوذ باللہ ہمارا یہ اصول ہوتا تو ہم پر اس کا کتنا بُرا اثر پڑتا۔ نفسِ امارہ تو سہارا ہی تلاش کرتا ہے جیسے شیعوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کا سہارا لے لیا اور تقیہ کی آڑ میں جو کچھ کہہ لیں سو تھوڑا ہے۔ مَیں اسی تقیہ اور امام حسینؓ کے فدیہ کے اصول کی بنا پر دلیری سے کہتا ہوں کہ شیعوں میں مُتقی کم نکلیں گے۔ خلیفہ محمد حسن صاحب نے لکھا ہے کہ فَدَیۡنٰہُ بِذِبۡحٍ عَظِیۡمٍ (الصافات:108) سے جو قرآن میں آیا ہے امام حسینؓ کا شہید ہونا نکلتا ہے اور اس نکتہ پر بہت خوش ہوئے ہیں کہ گویا قرآن شریف کے مغز کو پہنچ گئے ہیں۔

اُن کی اس نکتہ دانی پر مجھے ایک پوستی کی حکایت یاد آئی۔ وہ یہ ہے کہ ایک پوستی کے پاس ایک لوٹا تھا اور اُس میں سوراخ تھا۔ جب رفع حاجت کو جاتا۔ اس سے پیشتر کہ وہ فارغ ہوکر طہارت کرے سارا پانی لوٹے سے نکل جاتا تھا۔ آخر کئی دن کی سوچ اور فکر کے بعد اس نے یہ تجویز نکالی کہ پہلے طہارت ہی کرلیا کریں اور اپنی اس تجویز پر بہت ہی خوش ہوا۔ اسی قسم کا نکتہ اور نسخہ ان کو ملا ہے۔ جو فَدَیۡنٰہُ بِذِبۡحٍ عَظِیۡمٍ (الصَّافات:108) سے امام حسینؓ کی شہادت نکالتے ہیں۔ شیعہ لوگوں کی مسجدیں تک تو صاف نہیں رہ سکتی ہیں۔ ہم ایک شیعہ اُستاد سے پڑھا کرتے تھے اور وہاں کتے پیشاب و پاخانہ پھر جاتے تھے اور مجھے یاد نہیں ہے کہ کسی نے کبھی وہاں نماز پڑھی ہو۔ شیعہ یہی کہتے ہیں کہ ہمارے لئے امام حسینؓ اور اہل بیت شہید ہوچکے ہیں۔ اُن کے غم میں رولینا اور ماتم کرلینا بس یہی کافی ہے۔ جنت کیلئے اور کسی عمل کی بجز اس کے ضرورت نہیں

اور ایسا ہی عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح کا خون ہمارے لئے مُنجی ہوا۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ اگر تمہارے گناہوں پر بھی باز پُرس ہونی ہے اور تمہیں بھی ان کی سزا بھگتنی ہے تو پھر یہ نجات کیسی ہے؟

اس اُصول کا اثر درحقیقت بہت بُرا پڑا۔ اگر یہ اصول نہ ہوتا تو یورپ کے ملکوں میں اس کثرت سے فسق وفجور نہ ہوتا اور اس طرح پر بدکاری کا سیلاب نہ آتا جیسے اب آیا ہوا ہے۔ لنڈن اور پیرس کے ہوٹلوں اور پارکوں میں جاکر دیکھو کیا ہو رہا ہے اور ان لوگوں سے پوچھو جو وہاں سے آتے ہیں۔ آئے دن اخبارات میں ان بچوں کی فہرستیں جن کی ولادت ناجائز ولادت ہوتی ہے، شائع ہوتی ہیں۔

کفّارہ قانونِ قدرت کے خلاف ہے

ہم تو اُصول ہی کو دیکھیں گے۔ ہمارے اصول میں تو یہ لکھا ہے کہ فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ (الزلزال:8) اب اس کا اثر تم خود سوچ لوگے، کیا پڑے گا۔ یہی کہ انسان اعمال کی ضرورت کو محسوس کرے گا اور نیک عمل کرنے کی سعی کرے گا۔ برخلاف اس کے جب یہ کہا جاوے گا کہ انسان اعمال سے نجات نہیں پاسکتا۔ تو یہ اُصول انسان کی ہمت اور سعی کو پست کردے گا اور اس کو بالکل مایوس کرکے بے دست و پا بنادے گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ کا اُصول انسانی قویٰ کی بھی بے حرمتی کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسانی قویٰ میں ایک ترقی کا مادہ رکھا ہے لیکن کفارہ اس کو ترقی سے روکتا ہے ابھی مَیں نے کہا ہے کہ کفارہ کا اعتقاد رکھنے والوں کے حالاتِ آزادی اور بے قیدی کو جو دیکھتے ہیں تو یہ اسی اصول کی وجہ سے ہے کہ کتے اور کتیوں کی طرح بدکاریاں ہوتی ہیں۔ لنڈن کے ہائیڈ پارک میں علانیہ بدکاریاں ہوتی ہیں اور حرامی بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پس ہم کو صرف قیل وقال تک ہی محدود نہ رکھنا چاہیے۔ بلکہ اعمال ساتھ ہونے چاہئیں۔ جو اعمال کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ سخت ناعاقبت اندیش اور نادان ہے۔ قانونِ قدرت میں اعمال اور ان کے نتائج کی نظیریں تو موجود ہیں کفارہ کی نظیر کوئی موجود نہیں۔ مثلاً بھوک لگتی ہے تو کھانا کھا لینے کے بعد وہ فرو ہوجاتی ہے یا پیاس لگتی ہے، پانی سے جاتی رہتی ہے تو معلوم ہوا کہ کھانا کھانے یا پانی پینے کا نتیجہ بھوک کا جاتے رہنا یا پیاس کا بجھ جانا ہوا۔ مگر یہ تو نہیں ہوتا کہ بھوک لگے زید کو اور بکر روٹی کھائے اور زید کی بھوک جاتی رہے۔ اگر قانونِ قدرت میں اس کی کوئی نظیر موجود ہوتی تو شاید کفارہ کا مسئلہ مان لینے کی گنجائش رکھتا لیکن جب قانونِ قدرت میں اس کی کوئی نظیر ہی نہیں ہے تو انسان جو نظیر دیکھ کر ماننے کا عادی ہے۔ اسے کیونکر تسلیم کرسکتا ہے۔ عام قانونِ انسانی میں بھی تو اس کی نظیر نہیں ملتی ہے۔ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ زید نے خون کیا ہو اور خالد کو پھانسی ملی ہو۔ غرض یہ اِک ایسا اُصول ہے جس کی کوئی نظیر ہرگز موجود نہیں۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 162 تا 165، مطبوعہ 2018 قادیان)

......☆......☆......☆......

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

’’اگر میرے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہو تو پھر میری اغراض و مقاصد کو پورا کرو‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

احمدی مومن اور مومنہ میں دین میں بڑھنے کیلئے مسابقت کی روح ہونی چاہیے نہ کہ دنیاوی چیزوں کیلئے

دیکھنے میں آیا ہے کہ براہ راست عورتوں کو جو خطاب کیا جائے تو ان میں نہ صرف اثر ہوتا ہے بلکہ غیر معمولی مثبت تبدیلی پیدا ہوتی ہے

عورتوں کی گودوں میں نئی نسل پروان چڑھ رہی ہے اور ان کی بہتر تربیت کیلئے ماؤں کا بہت بڑا کردار ہے
اور جب براہ راست عورتوں سے مخاطب ہوا جائے تو انہیں اپنی ذمہ داری کا پہلے سے بڑھ کر احساس ہوتا ہے

میں عموماً جتنا مردوں کو مخاطب کر کے باتیں کہتا ہوں اگر ہمارے مردوں کی اکثریت ان کو سن کر ان پر
عمل کرنے لگ جائے تو عورتیں تو ان کے نمونے دیکھ کر ہی خود بخود اپنی اصلاح کر لیں گی، ان میں تبدیلیاں پیدا ہو جائیں گی

مقابلے کرنے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ فلاں نے دین کی خاطر اتنی قربانی دی ہے، اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے تو میں بھی اس سے بڑھ کر قربانی کروں گا
فلاں شخص کی اولاد بڑی نیک ہے جن کی نمازوں پر بھی توجہ ہے اور دینی کاموں کی طرف بھی توجہ ہے، اللہ تعالیٰ مجھے بھی نمازوں کا حق ادا کرنے کی توفیق دے اور
اس کیلئے کوشش کی جائے۔ خدا تعالیٰ میری اولاد کو بھی دین کی خدمت میں پیش پیش رکھے اور عبادت کرنے والا بنائے

نمازوں کو سنوار کر پڑھنا عورتوں کیلئے بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح مردوں کیلئے، عبادت اور ذکر الٰہی کا حکم جس طرح مردوں کو ہے اسی طرح عورتوں کو بھی ہے

اگر ہماری اگلی نسل کی تربیت اس طرح پر ہو جائے کہ اس میں عبادت کرنے والے بچے اور عبادت کرنے والی بچیاں پیدا ہونی شروع ہو جائیں تو یقیناً ہم جہاں اپنی اولاد کو
دنیا کی برائیوں سے بچانے والے ہوں گے وہاں آپ آئندہ آنے والی نسلوں کو بھی دنیا کی برائیوں سے بچانے والی اور خدا تعالیٰ کے قریب کرنے والی بن جائیں گی

ہر احمدی مرد اور عورت کا کام ہے کہ تقویٰ میں ترقی کرے تا کہ نیکیوں میں توفیق ملے
اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو دنیاوی برائیوں سے ہم بچ سکیں اور اپنی نسلوں کو ان سے بچا سکیں اور اپنی بیعت کا حق ادا کرنے والے بن سکیں

جلسہ سالانہ ہالینڈ کے موقع پر 28 ستمبر 2019ء بروز ہفتہ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا جلسہ نزد بیت النور (نن سپیٹ، ہالینڈ) میں مستورات سے خطاب

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔
مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ
نَسۡتَعِیۡنُ۔ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔
صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ
غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ۔

اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں جو نئی ایجادات انسان کو کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے ان میں یہ ایجاد بھی ایک بڑی اچھی ایجاد ہے کہ بڑی سکرین اور ٹی وی پر عورتوں میں بھی حسبِ ضرورت مردوں کی طرف سے مختلف تقریروں اور پروگراموں کی آواز اور تصویر پہنچ جاتی ہے اور جب بھی مردوں میں خلیفۂ وقت کا خطاب ہوتا ہے تو عورتوں میں بھی ٹی وی اور سکرین کے ذریعہ سے یہ سنا اور دیکھا جا سکتا ہے اور یہ چیز جو ہے یہ کافی ہونی چاہیے عورتوں کیلئے بھی لیکن پھر بھی پروگرام رکھنے والے جلسوں کے جو پروگرام رکھتے ہیں وہ خلیفۂ وقت کا خطاب عورتوں میں بھی رکھتے ہیں کیونکہ عورتوں کی طرف سے یہ مطالبہ ہوتا ہے کہ خلیفۂ وقت ان کے جلسہ میں آ کر براہ راست ان سے مخاطب ہو۔ لجنہ کے اس مطالبے کو پورا کرنے کیلئے میں بھی عموماً چھوٹی جماعتوں کے جلسوں پر بھی لجنہ سے براہ راست خطاب کرتا ہوں اور آج اس وقت اس لیے یہاں آیا ہوں کہ آپ سے براہ راست مخاطب ہوں۔

ہم قرآن کریم میں دیکھتے ہیں کہ عموماً جن باتوں کے کرنے کا مردوں کو حکم دیا گیا ہے، ان کو تلقین کی گئی ہے ان میں عورتیں بھی شامل ہیں۔ اس لیے بنیادی باتوں کے بارے میں مردوں کا خطاب ہی عورتوں کیلئے بھی کافی ہونا چاہیے۔ اگر حقیقت میں ان نصیحتوں کی طرف، ان باتوں کی طرف، عمل کرنے کی طرف توجہ ہو اور یہاں بعض باتیں ایسی بھی ہیں جو جہاں اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو علیحدہ علیحدہ مخاطب بھی کیا لیکن بات ایک ہی تھی۔ قرآن کریم میں بعض ہدایات ایسی ہیں جن میں صرف عورتوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ بہرحال اگر بنیادی باتوں پر توجہ ہو جائے اور ان پر عمل ہو جائے تو مردوں اور عورتوں کے متعلق جو بعض احکامات ہیں، ان کی جزئیات ہیں، ان کی تفصیل ہے یا بعض حکم مردوں اور عورتوں کیلئے ان کو علیحدہ علیحدہ مخاطب کر کے دیئے گئے ہیں۔ عمومی مضبوط بنیاد کی وجہ سے اگر عمل کرنے کی نیت ہو تو بنیاد بن جاتی ہے اور اس بنیاد کی وجہ سے جو باتیں مردوں کو مخاطب کر کے کی جاتی ہیں عورتیں بھی خود بخود ان پر عمل کرنے لگ جائیں گی۔ اگر بنیادی باتوں پر عمل نہیں جو خطبات میں بیان کی جاتی ہیں، مردوں کی تقریروں میں بیان کی جاتی ہیں، عمومی خطابات میں بیان کی جاتی ہیں تو یہ علیحدہ تقریریں بھی جو لجنہ میں کی جاتی ہیں اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ لیکن بہرحال یہ بھی صحیح ہے کہ کسی کو براہ راست مخاطب کر کے بات کی جائے تو اس کا زیادہ اثر ہوتا ہے اور اسی لیے خلفائے وقت کا یہ طریق رہا ہے، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانے سے بلکہ اس سے پہلے اجتماعات تو نہیں ہوتے تھے لیکن درس ہوتے تھے، حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ درس دیا کرتے تھے کہ براہ راست کم از کم ایک خطاب عورتوں میں کیا جائے۔

بعض دفعہ بلکہ اکثر مرتبہ یہی ہوتا ہے کہ عورتوں میں بھی بعض ایسی باتیں خطابات میں بیان کی جاتی ہیں جو مردوں کیلئے بھی یکساں ضروری ہوتی ہیں جیسا کہ عورتوں کیلئے لیکن عورتوں سے جیسا کہ میں نے کہا براہِ راست خطابات کا فائدہ بھی ہوتا ہے اور اکثر اوقات یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اگر مردوں کو ان باتوں کا اثر نہیں ہو رہا تو کم از کم عورتوں پر اثر ہو جائے۔ کوئی نہ کوئی تو ایک گھر میں ایسا ہو جو ان باتوں کو سن کر ان پر عمل کرنے کی کوشش کر رہا ہو اور دیکھنے میں یہی آیا ہے کہ عورتوں پر اکثر جگہ اثر ہوتا بھی ہے۔ اس لیے ہم کبھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ عورتوں کے خطابات کرنا وقت کا ضیاع ہے اور بے فائدہ ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا اکثر اوقات دیکھنے میں آیا ہے کہ براہ راست عورتوں کو جو خطاب کیا جائے تو ان میں نہ صرف اثر ہوتا ہے بلکہ غیر معمولی مثبت تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ پھر براہ راست خطاب کا ایک یہ بھی فائدہ ہے اور اس لیے بھی ضروری ہے کہ عورتوں کی گودوں میں نئی نسل پروان چڑھ رہی ہے اور ان کی بہتر تربیت کیلئے ماؤں کا بہت بڑا کردار ہے اور جب براہ راست عورتوں سے مخاطب ہوا جائے تو انہیں اپنی ذمہ داری کا پہلے سے بڑھ کر احساس ہوتا ہے۔ ہاں بعض ایسی ڈھیٹ مائیں بھی ہوتی ہیں اور عورتیں ہوتی ہیں جن کو اس بات سے کچھ پروا نہیں ہوتی اور وہ یہی کہتی ہیں کیا وہی پرانی باتیں دہرانے لگ جاتے ہیں۔ یہ تمہید میں اس لیے باندھ رہا ہوں اور یہ ساری باتیں اس لیے بیان کیں کہ جو چند مختصر باتیں میں اس وقت کروں گا آپ لوگ اس کو غور سے سنیں اور پھر اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ صرف یہ نہیں کہ میں یہاں آیا آپ سے خطاب کیا آپ نے سنا اور گھر چلی گئیں اور پھر وہی صبح ہوئی اور شام ہوئی نہ دین رہا نہ اس کی پروا رہی۔ بہرحال جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہی پرانی باتیں دہرائی جاتی ہیں ان کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن کریم اور حدیث اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکامات اور ارشادات اور اسوۂ رسول اور نصائح کبھی بھی پرانی باتیں نہیں بنتی بلکہ ہر لمحہ وہ ایک نئے زاویے کے ساتھ دین کا ادراک پیدا کرنے والی اور اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی ہوتی ہیں۔

یہاں میں یہ بھی واضح کر دوں کہ یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ برائی صرف یا کمزوری صرف عورتوں میں ہے اس لیے میں عورتوں سے مخاطب ہوں۔ مردوں میں یہ کمزوری شاید عورتوں سے بڑھ کر ہو اور اکثر جگہ یہ کمزوری اور برائی ان میں دیکھنے میں آتی بھی ہے۔ پس مردوں کو بھی یہ باتیں سن کر اپنے جائزے لیتے رہنا چاہئے تا کہ گھر جا کر عورتوں کو یہ نہ کہیں کہ صرف تمہارے میں یہ برائیاں تھیں، تمہیں مخاطب کیا گیا ہے

باقی خطاب صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ابتدائی صحابہ کی قربانیاں بہت زیادہ تھیں ان کا مقابلہ ہی نہیں کیا جاسکتا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے متعلق فرمایا کہ
وہ مسلمانوں کے سرداروں میں سے سردار ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ عبدالرحمٰن آسمان میں بھی امین ہے اور زمین میں بھی امین ہے

غزوہ احد کے دن جب لوگوں کے پاؤں اکھڑ گئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو یہ سعادت بھی ملی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے نماز پڑھی
......فرمایا کہ نبی کا تمہارے پیچھے نماز پڑھنا اس بات کی بھی تصدیق ہے کہ تم نیک آدمی ہو

عشرہ مبشرہ میں شامل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے جن کو جنت کی بشارت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی
لیکن پھر بھی ان لوگوں میں خدا تعالیٰ کا خوف اور خشیت اتنی تھی کہ ہر وقت فکر میں رہتے تھے

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم کسی جگہ کے بارے میں سنو کہ وہاں کوئی وبا پھوٹ پڑی ہے
تو وہاں مت جاؤ اور اگر کوئی مرض کسی ایسی جگہ پر پھوٹ پڑے جہاں تم رہتے ہو تو وہاں سے فرار ہوتے ہوئے باہر مت نکلو

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 19؍جون 2020ء بمطابق 19؍احسان 1399 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔
إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔
صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ خطبے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا ذکر ہو رہا تھا اور اس کا کچھ حصہ رہ گیا تھا جو آج میں بیان کروں گا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے اُمَیَّہ بن خَلَف کے ساتھ پرانے دوستانہ تعلقات تھے۔ اس کی بابت ایک تفصیلی واقعہ صحیح بخاری میں بیان ہوا ہے جس میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے امیہ بن خلف کو خط لکھا کہ وہ مکے میں میرے مال اور جائیداد کی حفاظت کرے اور مَیں اس کے مال و اسباب کی مدینہ میں حفاظت کروں گا۔ جب مَیں نے اپنا نام عبدالرحمٰن لکھا تو امیہ نے کہا کہ مَیں عبدالرحمٰن کو نہیں جانتا۔ تم مجھے اپنا وہ نام بتاؤ، وہ نام لکھو جو جاہلیت میں تھا۔ کہتے ہیں کہ اس پر مَیں نے اپنا نام عبدِ عمرو لکھا۔ جب وہ بدر کی جنگ میں تھا تو مَیں ایک پہاڑی کی طرف نکل گیا جبکہ لوگ سو چکے تھے تا مَیں اس کی حفاظت کروں تو بلالؓ نے اسے کہیں دیکھ لیا چنانچہ حضرت بلالؓ گئے اور انصار کی ایک مجلس میں کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ امیہ بن خلف ہے۔ اگر یہ بچ نکلا تو میری خیر نہیں۔ اس پر حضرت بلالؓ کے کچھ لوگ ہمارے یعنی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور امیہ بن خَلَف کے تعاقب میں نکلے کیونکہ یہ اس کو بچانے کیلئے نکلے تھے، پناہ میں لینے کیلئے نکلے تھے۔ کہتے ہیں کہ مَیں ڈرا کہ وہ ہمیں پالیں گے۔ ہمیں پکڑ لیں گے اس لیے مَیں نے اسکے بیٹے کو اس کی خاطر پیچھے چھوڑ دیا کہ وہ اس کے ساتھ لڑائی میں مشغول ہو جائیں یعنی بیٹے کے ساتھ وہ مسلمان لوگ جو پیچھے آ رہے تھے لڑائی میں مشغول ہو جائیں اور ہم ذرا آگے نکل جائیں۔ مَیں ان کو محفوظ جگہ پر لے جاؤں۔ چنانچہ انہوں نے اس کو مار ڈالا۔ اسکے بیٹے کو ان لوگوں نے مار ڈالا۔ پھر کہتے ہیں کہ انہوں نے میرا داؤ کارگر نہ ہونے دیا اور ہمارا پیچھا کیا۔ امیہ چونکہ بھاری بھرکم آدمی تھا اس لیے جلدی ادھر ادھر نہ ہو سکا۔ آخر جب انہوں نے ہمیں پا لیا تو مَیں نے اسے کہا بیٹھ جاؤ تو وہ بیٹھ گیا۔ مَیں نے اپنے آپ کو اس پر ڈال دیا کہ اسے بچاؤں تو انہوں نے میرے نیچے سے اس کے بدن میں تلواریں گھونپیں یہاں تک کہ اسے مار ڈالا۔ ان میں سے ایک کی تلوار سے میرے پاؤں پر بھی زخم آ گیا۔

(صحیح البخاری، کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل المسلم حربیا فی دار الحرب، حدیث 2301)

تاریخ طبری میں اس کی مزید تفصیل یوں بیان ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ مکّے میں امیہ بن خلف میرا دوست تھا۔ اس وقت میرا نام عبدعمرو تھا۔ مکّہ ہی میں جب مَیں اسلام لایا تو میرا نام عبدالرحمٰن رکھا گیا۔ اس کے بعد وہیں جب کبھی وہ مجھ سے ملتا تو کہتا اے عبدعمرو! کیا تم اپنے باپ کے رکھے ہوئے نام سے اعراض کرتے ہو؟ مَیں کہتا ہاں۔ اس پر وہ کہتا مگر مَیں رحمٰن کو نہیں جانتا۔ مناسب یہ ہے کہ کوئی اَور نام تجویز کرو اس سے مَیں تمہیں مخاطب کروں گا کیونکہ اپنے سابق نام پر تم مجھے جواب نہیں دیتے اور جس بات سے مَیں ناواقف ہوں اس کے نام کے ساتھ مَیں تمہیں نہیں پکاروں گا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ جب وہ مجھے ''اے عبدعمرو!'' کہہ کر پکارتا تو مَیں اسے جواب نہیں دیتا تھا۔ مَیں نے کہا کہ اے ابوعلی! اس کے متعلق تم جو چاہو مقرر کر دو۔ یہ جو ہے یہ پرانا نام ہے تو مَیں اس کا جواب نہیں دوں گا۔ اس نے کہا اچھا تمہارا نام عبدِ الٰہ بہتر ہو گا۔ مَیں نے کہا اچھا۔ چنانچہ اسکے بعد جب مَیں اور وہ ملتے تو وہ مجھے عبدِ الٰہ کے نام سے پکارتا۔ مَیں اسے جواب دیتا اور اس سے باتیں کرتا یہاں تک کہ بدر کا دن آ گیا۔ مَیں امیہ کے پاس سے گزرا۔ وہ اپنے بیٹے علی بن امیہ کا ہاتھ تھامے کھڑا تھا۔ میرے پاس کئی زرہیں تھیں جنہیں مَیں نے حاصل کیا تھا۔ مَیں ان کو لیے جا رہا تھا۔ اس نے مجھے دیکھ کر آواز دی کہ اے عبدعمرو! مَیں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تب اس نے کہا اے عبدِ الٰہ! مَیں نے کہا ہاں کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا کیا مَیں تمہارے لیے ان زِرہوں سے جن کو تم لیے جا رہے ہو زیادہ بہتر نہیں ہوں؟ مَیں نے کہا اگر ایسا ہی ہے تو آ جاؤ۔ مَیں نے زِرہیں وہاں پھینک دیں یعنی اسے پناہ دینے کیلئے اور اس کا اور اس کے بیٹے علی کا ہاتھ پکڑ لیا تو وہ کہنے لگا آج کے جیسا دن میرے دیکھنے میں نہیں آیا۔ جیسا کہ آج دن گزر رہا ہے مَیں نے کبھی نہیں دیکھا۔ بہرحال وہ کہتے ہیں کہ مَیں ان دونوں کو ساتھ لے کر چل دیا۔ مَیں باپ بیٹے کے بیچ میں ان کا ہاتھ پکڑے ہوئے چلا جا رہا تھا۔ امیہ نے مجھ سے پوچھا کہ اے عبدِ الٰہ! تم میں وہ کون ہے جس کے سینے پر شترمرغ کا پَر بطور نشان آویزاں تھا۔ مَیں نے کہا وہ حمزہ بن عبدالمطلبؓ ہے۔ اس نے کہا ہماری یہ حالت اسی کی بدولت ہے۔ یہ جو ہمارا بُرا حال ہوا ہے اس کی بدولت ہے۔ بہرحال کہتے ہیں مَیں ان کو لیے چلا جا رہا تھا کہ بلالؓ نے اسے میرے ہمراہ دیکھ لیا۔ یہ امیہ مکّے میں حضرت بلالؓ کو اذیتیں دیتا تھا تا کہ وہ اسلام ترک کر دیں۔ وہ ان کو مکے کی صاف چٹان پر جب وہ دھوپ سے خوب تپ جاتی لے جاتا اور اس پر ان کو پیٹھ کے بل لٹا دیتا۔ پھر ایک بڑے پتھر کے متعلق حکم دیتا جس پر وہ پتھر ان کے سینے پر رکھ دیا جاتا اور پھر کہتا کہ جب تک تو محمدؐ کے دین کو ترک نہیں کرے گا تجھے سزا ملتی رہے گی مگر باوجود اس عذاب کے بلال یہی کہتے 'اَحَد، اَحَدُ۔ یعنی وہ ایک ہے، وہ ایک ہے۔ اس لیے اب جب اس کی نظر اس پر پڑی یعنی حضرت بلالؓ کی امیہ پر جب نظر پڑی تو کہنے لگے کہ امیہ بن خَلَف کفر کا سرغنہ ہے۔ مَیں نجات نہ پاؤں اگر یہ بچ جائے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا اے بلال! یہ دونوں میرے قیدی ہیں۔ بلالؓ نے پھر کہا مَیں نجات نہ پاؤں اگر یہ بچ جائے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت بلالؓ سے کہا اے ابن سَوداء! تم سنتے ہو۔ بلال نے پھر کہا میں نجات نہ پاؤں اگر یہ بچ جائے۔ پھر حضرت بلالؓ نے نہایت زور سے چلّا کر کہا اے اللہ کے انصار! یہ کفار کا سرغنہ امیہ بن خلف ہے۔ میں ہلاک ہو جاؤں اگر یہ بچ جائے۔ ان کی اس آواز پر لوگوں نے ہمیں ہر طرف سے گھیر لیا اور قید سا کر لیا۔ میں اسے بچانے لگا۔ ایک شخص

نے اس کے بیٹے پر تلوار ماری اور وہ گر پڑا۔ اس وقت امیہ نے اس زور سے چیخ ماری کہ میں نے اس جیسی کبھی نہیں سنی۔ میں نے کہا بھاگ جاؤ مگر بھاگ نہیں سکتے۔ اللہ کی قسم! مَیں تیرے کسی کام نہیں آسکتا۔ اتنے میں حملہ آوروں نے ان دونوں پر اپنی تلواروں سے حملہ کیا یہاں تک کہ ان دونوں کا کام تمام کردیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ بلالؓ پر رحم کرے۔ میری زرہیں بھی گئیں اور قیدی کو انہوں نے زبردستی مجھ سے چھین لیا۔ (تاریخ الطبری، جلد 2 صفحہ 35 باب ذکر وقعۃ بدر الکبری، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1987ء)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ جنگِ اُحُد میں بھی شامل ہوئے۔ غزوہ احد کے دن جب لوگوں کے پاؤں اکھڑ گئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء 3 صفحہ 95 عبدالرحمٰن بن عوف دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

غزوۂ احد کے دن حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو اکیس زخم آئے اور پاؤں میں ایسا زخم آیا کہ آپؓ لنگڑا کر چلتے تھے اور سامنے کے دو دانت بھی شہید ہوئے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جزء 3 صفحہ 476 عبدالرحمٰن بن عوف دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ شعبان چھ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی قیادت میں سات سو آدمیوں کو دُومَۃُ الجَندل کی طرف بھیجا۔ اپنے دست مبارک سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ رنگ کا عمامہ ان کے سر پر باندھا جس کا شملہ ان کے کندھوں کے درمیان رکھا۔ پھر آپؐ نے فرمایا ابو محمد! مجھے دُومَۃُ الجَندل کی طرف سے تشویش ناک خبریں آرہی ہیں۔ وہاں مدینے پر حملہ کرنے کیلئے لشکر جمع ہورہا ہے۔ تم اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے ادھر روانہ ہوجاؤ۔ سات سو مجاہد تمہارے ساتھ جائیں گے۔ دُومَۃُ الجَندل پہنچ کر وہاں کے سردار اور اس کے قبیلہ کلب کو پہلے اسلام کی دعوت دینا لیکن اگر لڑائی کی نوبت آئے تو دیکھنا کسی کو دھوکا نہ دینا۔ خیانت اور بدعہدی نہ کرنا۔ بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا اور خدا کے باغیوں سے دنیا کو پاک کر دینا۔ ان احتیاطوں کے ساتھ پھر جنگ کی اجازت ہے۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے دُومہ پہنچ کر ان کو تین دن تک اسلام کی دعوت دی۔ وہ تین دن تک انکار کرتے رہے۔ پھر اَصْبَغ بِنْ عَمْرو کَلْبِی جو عیسائی تھا اور ان کا سردار تھا اس نے اسلام قبول کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا حال لکھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس سردار کی بیٹی تُمَاضِرْ سے شادی کرلو۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اس سے شادی کی اور اس کے ہمراہ مدینہ واپس آئے۔ تُماضِرْ بعد میں اُمِّ اَبُوسَلَمہ کہلائیں۔ (روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد دوم صفحہ 106) (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء 3 صفحہ 96 عبدالرحمٰن بن عوف دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد صفحہ 875 البدر پبلیکیشنز لاہور)

عمر بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ چودہ ہجری میں جنگ جِسر کے موقعے پر حضرت عمرؓ کو جب حضرت اَبُوعُبَید بن مسعودؓ کی شہادت کی اطلاع ملی۔ یہ جو جنگِ جِسر ہے پہلے بھی یہ بیان ہوچکا ہے۔ فارسیوں کے ایک ہاتھی نے ان کو کچل دیا تھا۔ بہرحال جب اطلاع ملی اور معلوم ہوا کہ اہل فارس نے آلِ کسریٰ میں سے ایک شخص کو تلاش کر کے اپنا بادشاہ بنایا ہے تو آپؓ نے مہاجرین اور انصار کو دعوتِ جہاد دی اور مدینہ سے روانہ ہوکر صِرَار مقام پر قیام کیا۔ صِرار مدینہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے۔ یہ مدینے سے تین میل کے فاصلے پر عراق کے راستے پر واقع ایک جگہ ہے۔ بہرحال وہاں آپؓ نے قیام کیا اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ کو آگے روانہ کیا تاکہ وہ اَعْوَص پہنچ جائیں۔ آپؓ نے مَیْمَنَہ یعنی فوج کا جو دایاں بازو تھا اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو اور مَیْسَرَہ جو فوج کا بایاں بازو تھا اس پر زُبیر بن عوامؓ کو مقرر فرمایا اور حضرت علیؓ کو مدینہ میں اپنا قائمقام مقرر کر آئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں سے مشورہ کیا۔ سب نے آپؓ کو فارس جانے کا مشورہ دیا۔ یہ قافلہ جب روانہ ہوا تھا تو صِرار آنے تک حضرت عمرؓ نے کسی سے مشورہ نہیں کیا تھا۔ یہاں پہنچ کر آپؓ نے مشورہ کیا۔ حضرت طلحہؓ واپس آئے تو وہ بھی ان لوگوں کے ہم خیال تھے۔ پہلے حضرت طلحہؓ وہاں نہیں تھے۔ جب واپس آئے تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے آگے جانا چاہیے۔ مگر حضرت عبدالرحمٰنؓ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آپؓ کو جانے سے روکا اور روکنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ آج سے پہلے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی پر اپنے ماں باپ کو قربان نہیں کیا اور نہ اس کے بعد کبھی ایسا کروں گا مگر آج کہتا ہوں کہ اے وہ کہ جس پر میرے ماں باپ فدا ہوں اس معاملے کا آخری فیصلہ آپؓ مجھ پر چھوڑ دیں۔ حضرت عمرؓ جو اس وقت خلیفہ تھے آپؓ نے ان کو یہ جواب دیا۔ آپؓ وہاں یعنی صِرَار کے مقام پر رک جائیں اور ایک بڑے لشکر کو روانہ فرمادیں۔ شروع سے لے کر اب تک آپؓ دیکھ چکے ہیں کہ آپؓ کے لشکروں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا کیا فیصلہ رہا ہے۔ اگر آپؓ کی فوج نے شکست کھائی تو وہ آپ کی شکست کی مانند نہ ہوگی۔ انہوں نے کہا، جواز پیش کیا کہ اگر ابتدا میں آپؓ قتل ہوگئے یا شکست کھا گئے تو مجھے اندیشہ ہے کہ پھر مسلمان کبھی تکبیر نہیں پڑھ سکیں گے اور نہ ہی لا الہ الا اللّٰہ کی شہادت دے سکیں گے۔ اس وقت جب یہ ساری باتیں ہورہی تھیں تو حضرت عمرؓ کسی شخص کی تلاش میں تھے جس کو فوج کا کمانڈر بنا کر بھیجا جائے۔ اسی دوران ان کی خدمت میں، حضرت عمرؓ کی خدمت میں حضرت سعدؓ کا خط آیا۔ حضرت سعدؓ اس وقت نجد کے صدقات پر مامور تھے۔ حضرت عمرؓ نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی باتیں سن کے فرمایا اچھا پھر مجھے کوئی آدمی بتلاؤ کس کو بنایا جائے؟ کس کے سپرد کیا جائے؟ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ آدمی تو آپ کو مل گیا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا وہ کون ہے؟ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا کچھار کا شیر سعد بن مالکؓ۔ یعنی یہ بہت بہادر انسان ہے۔ بڑا اچھا کمانڈر رہے۔ اس کو کمانڈر بنا کے بھیجیں۔ باقی لوگوں نے بھی اس مشورے کی تائید کی۔ یہ بھی تاریخ طبری کا حوالہ ہے۔ (تاریخ الطبری جزء 3 صفحہ 381-382 باب ذکر امر القادسیۃ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1987ء) (الکامل فی التاریخ جلد 2 صفحہ 287 سنۃ 13 ذکر وقعۃ قس الناطف مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء) (فرہنگ سیرت از سید فضل الرحمٰن صفحہ 172 زوار اکیڈمی کراچی 2003ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں مختلف قبیلوں اور صحابہ کو رہائش کیلئے جگہ عطا کی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے قبیلے کو مسجد نبویؐ کے عقب میں کھجوروں کے ایک جھنڈ میں رہائش کیلئے زمین عطا کی۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت عمرؓ کو بطور جاگیر بھی زمین عطا فرمائی۔ آلِ عمر سے یہ جاگیر پھر حضرت زبیرؓ نے خرید لی۔ حضرت عمرؓ کی اولاد سے پھر یہ جاگیر حضرت زبیرؓ نے خرید لی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے وعدہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب مسلمانوں کے ہاتھ پر شام فتح کرے گا تو تمہارے لیے فلاں حصہ زمین ہوگا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں جب ملکِ شام میں اسلام کو فتوحات ملیں تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو ان کی زمین دی گئی۔ اس علاقے کا نام سَلِیْل تھا جہاں انہیں زمین دینے کا وعدہ دیا گیا تھا۔

(روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد دوم صفحہ 105-106)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو یہ سعادت بھی ملی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ چنانچہ حضرت مُغِیرہؓ نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک میں شریک ہوئے۔ حضرت مغیرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کیلئے فجر کی نماز سے پہلے تشریف لے گئے۔ میں نے آپؐ کے ساتھ پانی کا مشکیزہ اٹھایا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف واپس آئے جہاں میں فاصلے پہ کھڑا تھا تو میں مشکیزے سے آپؐ کے ہاتھوں پر پانی ڈالنے لگا اور آپؐ نے دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوئے۔ پھر آپؐ نے اپنا چہرۂ مبارک دھویا۔ پھر آپؐ اپنے بازوؤں کو اپنے جبے سے باہر نکالنے لگے لیکن جبہ کی آستینیں تنگ تھیں اس لیے اپنے ہاتھ جبے کے اندر داخل کیے اور اپنے بازوؤں کو جبے کے نیچے سے نکال کر کہنیوں تک دھوئے۔ پھر آپؐ نے اپنے موزوں پر مسح کر کے ان کو صاف کیا۔ پھر آگے چل پڑے۔ مغیرہؓ کہتے ہیں میں بھی آپؐ کے ساتھ آگے چلا یہاں تک کہ ہم نے لوگوں کو پایا کہ وہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو آگے کر چکے تھے اور وہ ان کو نماز پڑھا رہے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو میں سے ایک رکعت پائی یعنی اس وقت تک فجر کی نماز کی ایک رکعت ہوچکی تھی۔ دوسری رکعت تھی صف میں کھڑے ہوگئے اور آپؐ نے دوسری رکعت لوگوں کے ساتھ پڑھی۔ جب عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے سلام پھیرا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز پوری کرنے کیلئے کھڑے ہوئے۔ دوسری رکعت جو رہ گئی تھی پوری کرنے کیلئے کھڑے ہوئے تو اس بات نے مسلمانوں میں گھبراہٹ پیدا کردی اور بکثرت تسبیح کرنے لگے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز ختم کرلی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم نے ٹھیک کیا یا یہ کہا کہ اچھا کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اپنے وقت پر ادا کرنے کی وجہ سے ان پر رشک کا اظہار کیا کہ بہت اچھا کیا۔ حضرت مغیرہؓ کہتے ہیں کہ جب ہم پہنچے تھے تو اس وقت میں نے ارادہ کیا تھا کہ حضرت عبدالرحمٰن کو پیچھے کردوں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رہنے دو۔ ان کو نماز پڑھانے دو۔ نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی اپنی زندگی میں امت کے کسی نیک آدمی کے پیچھے نماز ضرور پڑھتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب تقدیم الجماعۃ من یصلی بھم اذا تاخر الامام حدیث 274) (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء 3 صفحہ 95 من بنی زھرۃ بن کلاب دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

ایک اَور بڑا اعزاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بخشا۔ نہ صرف یہ کہا کہ بڑا اچھا ہے، نماز پڑھائی بلکہ یہ بھی فرمایا کہ نبی کا، میرا تمہارے پیچھے نماز پڑھنا اس بات کی بھی تصدیق ہے کہ تم نیک آدمی ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ظہر سے پہلے لمبی نماز پڑھا کرتے تھے یعنی نفل پڑھا کرتے تھے۔ جب اذان سنتے تو فوراً نماز کیلئے تشریف لے آتے۔

(روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد دوم صفحہ 107)

ایک راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا عبدالرحمٰنؓ خانہ کعبہ کا طواف کررہے ہیں اور یہ دعا کررہے ہیں کہ ''اللہ! مجھے نفس کے بخل سے بچائیو۔'' (روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد دوم صفحہ 110)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ جس سال حضرت عمرؓ خلیفہ منتخب ہوئے اس سال آپؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو امیر حج مقرر کیا تھا۔ (تاریخ الطبری جلد 3 صفحہ 379-380 باب ذکر ابتداء امر القادسیہ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1987ء)

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؓ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جوؤں کی کثرت کی شکایت لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا آپؐ مجھے اجازت فرمائیں گے کہ میں ریشمی لباس پہن لوں۔ اس وقت کسی وجہ سے جوئیں پیدا ہوگئیں۔ سر میں شاید پیدا ہوگئی ہوں گی۔ عام جو سادہ کاٹن کا لباس ہے اس میں ختم نہیں ہورہی تھیں تو اس وقت آپؓ نے اجازت لی کہ ریشمی لباس پہن لوں۔ اس سے ذرا بچت ہوجاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت عطا فرمادی کہ ٹھیک ہے پہن لیا کرو۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ وفات پاگئے اور حضرت عمرؓ خلافت پر متمکن ہوئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اپنے بیٹے ابوسلمہ کے ساتھ حضرت عمرؓ کے پاس حاضر ہوئے۔ ابوسلمہ نے ریشمی قمیض پہن رکھی تھی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ کیا پہن رکھا ہے؟ پھر انہوں نے یعنی حضرت عمرؓ نے ابوسلمہ کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر قمیض پھاڑ دی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کیا آپ کو معلوم

نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت عنایت فرمائی تھی۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو اس لیے اجازت عطا فرمائی تھی کہ آپؓ نے ان کے حضور جوؤں کی شکایت کی تھی۔ یہ اجازت آپؓ کے سوا کسی کیلئے نہیں ہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء3 صفحہ 96 عبدالرحمٰن بن عوف دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

سعد بن ابراہیم سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ایک چادر پہنا کرتے تھے یا کسی وقت ایک چادر پہنی ہوئی تھی جس کی قیمت چار یا پانچ سو درہم تھی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء3 صفحہ 97 عبدالرحمٰن بن عوف دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

یعنی ایسے حالات تھے کہ انتہائی قیمتی لباس بھی پہنتے تھے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے فضل دیکھیں کہ جب ہجرت کی تو کچھ بھی پاس نہیں تھا لیکن اس کے بعد قیمتی ترین لباس بھی پہنا اور بے شمار جائیداد بھی اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے پیدا کر دی۔

حضرت ابوبکرؓ نے اپنے مرض الموت کے وقت حضرت عمرؓ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کر دیا تھا۔ جب آپؓ نے اس کا ارادہ کیا تھا اس وقت حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو بلایا اور ان سے کہا کہ بتاؤ عمرؓ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا اے خلیفۂ رسولؐ! وہ اَوروں کی بنسبت آپؓ کی رائے سے بھی افضل ہیں مگر ان کے مزاج میں ذرا شدّت ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ یہ شدّت اس وجہ سے تھی کہ وہ مجھ کو نرم دیکھتے تھے۔ میں بہت نرم تھا اس لیے وہ ذرا شدّت دکھاتے تھے تا کہ معاملہ balanced رہے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ جب معاملہ ان کے سپرد ہوگا تو اس قسم کی اکثر باتیں وہ چھوڑ دیں گے۔ پھر اس میں شدّت نہیں دیکھو گے۔ پھر فرمایا اے ابومحمد! مَیں نے ان کو بغور دیکھا ہے کہ جس وقت کسی شخص پر کسی معاملے میں مَیں غضبناک ہوتا تھا یعنی حضرت ابوبکرؓ فرما رہے ہیں جب مجھے کسی بات پر غصہ آتا تھا تو عمر مجھ کو اسی پر راضی ہونے کا مشورہ دیتے تھے۔ اس وقت حضرت عمرؓ کا مشورہ نرمی کا ہوتا تھا۔ اور جب کبھی میں کسی پر نرم ہوتا تھا تو مجھ کو اس پر سختی کرنے کا مشورہ دیتے تھے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اے ابومحمد! یہ باتیں جو مَیں نے تم سے کہی ہیں تم ان کا کسی اَور سے ذکر نہ کرنا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا اچھا۔

(تاریخ الطبری جلد3 ذکر استخلافہ عمر بن خطاب صفحہ 352 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1987ء)

فتح مکہ کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اطراف میں کچھ وفود بھیجے تو حضرت خالد بن ولیدؓ کو بنو جَذِیمہ کی طرف بھیجا۔ بنو جَذِیمہ نے جاہلیت میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے والد عوف اور حضرت خالد کے چچا فاکِہْ بن مغیرہ کا قتل کیا تھا۔ حضرت خالد سے وہاں غلطی سے اس قبیلے کے ایک شخص کا قتل ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر کا علم ہوا تو آپؐ نے ناپسند کیا۔ آپؐ نے اس کی دیت بھی ادا کی اور جو کچھ حضرت خالدؓ نے ان سے لیا تھا اس کی قیمت ادا کر دی۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو حضرت خالدؓ کے اس فعل کا علم ہوا تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت خالدؓ کو کہا کہ تم نے اس کو اس لیے قتل کیا کہ انہوں نے تمہارے چچا کو قتل کیا تھا؟ حضرت خالدؓ نے جواب میں سختی سے کہا کہ انہوں نے تمہارے باپ کو بھی قتل کیا تھا۔ حضرت خالدؓ نے مزید کہا تم جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے تو تم ان دنوں کو بہت لمبا کرنا چاہتے ہو یعنی ان سے تم بڑا فائدہ اٹھانا چاہتے ہو۔ یعنی کہ تم ابتدائی ایمان لانے والوں میں سے ہو اس لیے بڑا اعزاز سمجھتے ہو۔ اس وجہ سے مجھے یہ بات کہہ رہے ہو۔ یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی کیونکہ حضرت خالدؓ نے ذرا غصے اور ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ بات پہنچی تو آپؐ نے فرمایا میرے اصحاب کو چھوڑ دو۔ قَسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ جتنا سونا بھی خرچ کرے تو ان کے معمولی خرچ کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ ان لوگوں کا یہ بہت بڑا مقام ہے۔ (روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد دوم صفحہ 108-109) (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جزء 3 صفحہ 479 عبدالرحمٰن بن عوف دارالکتب العلمیۃ بیروت)

ان ابتدائی صحابہ کی قربانیاں بہت زیادہ تھیں ان کا مقابلہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے متعلق فرمایا کہ وہ مسلمانوں کے سرداروں میں سے ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ عبدالرحمٰن آسمان میں بھی امین ہے اور زمین میں بھی امین ہے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جزء2 صفحہ 846 عبدالرحمٰن بن عوف دارالجیل بیروت)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ایک دفعہ اتنے سخت بیمار ہوئے کہ غشی طاری ہو گئی۔ ان کی اہلیہ کے منہ سے چیخ نکل گئی یعنی کافی بُری حالت ہوگئی تو اس غم کی حالت میں ان کی چیخ نکلی۔ بہرحال جب ان کو اس کے بعد صحت میں بہتری بھی آ گئی۔ طبیعت میں جب ان کو افاقہ ہوا تو کہنے لگے کہ مجھے جب غشی طاری ہوئی تھی تو میرے پاس دو شخص آئے۔ اس وقت جو نظارہ میں نے دیکھا کہ اس حالت میں دو شخص آئے اور انہوں نے کہا چلو غالب امین ذات کے سامنے تمہارا فیصلہ کراتے ہیں۔ تو ان دونوں کو ایک شخص اَور ملا، ایک تیسرا شخص ملا اور کہنے لگا اسے مت لے جاؤ کیونکہ یہ ماں کے پیٹ سے ہی سعادت مند ہے۔ یہ نظارہ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اپنے بارے میں دیکھا۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جزء4 صفحہ 291 عبدالرحمٰن بن عوف دارالکتب العلمیۃ بیروت 1995ء)

نَوفَل بن اِیَاس ھُذَلِی کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عَوفؓ ہماری مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ وہ بہترین ساتھی تھے۔ ایک دن وہ ہمیں اپنے گھر لے گئے۔ غسل کر کے باہر آئے اور ہمارے پاس ایک برتن لائے جس میں روٹی اور گوشت تھا۔ پھر پتا نہیں کیا ہوا کہ رونے لگے۔ ہم نے پوچھا ابومحمد! آپؓ کیوں رو رہے ہیں۔ کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں دنیا سے رخصت ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اہل خانہ جَو کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے یعنی جَو کی روٹی بھی پوری طرح نہیں ملتی تھی۔ پھر فرمایا کہ مَیں نہیں سمجھتا کہ جس چیز کیلئے ہمیں تاخیر ملی وہ ہمارے لیے بہتر ہو۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جزء4 صفحہ 291 عبدالرحمٰن بن عوف دارالکتب العلمیۃ بیروت 1995ء)

یعنی ہمیں جو اتنا عرصہ زندہ رہنے کا موقع ملا ہے یہ ہمارے لیے بہتر ہے یا کوئی ابتلا یا امتحان ہے۔ یہ تھے صحابہ کے جذبات۔ ایک تو اللہ تعالیٰ کا خوف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گھر والوں کیلئے جذبات کا اظہار۔ انہی جذبات کا صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خاندان سے تعلق نہیں تھا بلکہ صحابہ کیلئے بھی اس مثالی محبت کا یہ اظہار ہوتا تھا جو آپس میں صحابہ کو ایک دوسرے سے تھی۔ اسی ضمن میں ایک واقعہ آتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے پاس ایک روز افطاری کے وقت کھانا لایا گیا۔ انواع و اقسام کے کھانے جب دسترخوان کی زینت بنے تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ایک لقمہ اٹھایا۔ مختلف قسم کے کھانے آئے اور ایک لقمہ اس میں سے آپؓ نے کھانے کیلئے اٹھایا۔ جب لقمہ منہ میں ڈالا تو رقت طاری ہوگئی اور یہ کہہ کر کھانے سے ہاتھ اٹھا لیے کہ مصعب بن عُمیرؓ احد میں شہید ہوئے۔ وہ ہم سے بہتر تھے۔ ان کی چادر کا ہی کفن پہنایا گیا۔ یعنی کفن کے لیے کپڑا نہیں تھا تو جو چادر انہوں نے اوڑھی ہوئی تھی اسی کا کفن پہنایا گیا اور اس کفن کی کیا حالت تھی؟ اگر پاؤں ڈھانکتے تو سر ننگا ہو جاتا تھا، سر ڈھانکتے تھے تو پاؤں ننگے ہو جاتے تھے۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن کہنے لگے کہ حمزہؓ شہید ہوئے۔ وہ بھی مجھ سے بہتر تھے لیکن ہمیں مالی فراخی اور دنیاوی آسائش عطا کی گئی اور ہمیں اس سے حصہ وافر ملا۔ مجھے ڈر ہے کہ ہماری نیکیوں کا اجر ہمیں جلد اس دنیا میں مل گیا۔ اسکے بعد وہ رونے لگے اور کھانا چھوڑ دیا۔ یہ خوف تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خشیت تھی۔ (روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد دوم صفحہ 111-112)

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ ان کے پاس حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ آئے اور کہا کہ اے میری ماں! مجھے اندیشہ ہے کہ مال کی کثرت مجھے ہلاک نہ کر دے کیونکہ میں قریش میں سب سے زیادہ مالدار ہوں۔ انہوں نے جواب دیا بیٹا خرچ کرو یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو تو کوئی ہلاکت کا سوال نہیں۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میرے بعض ساتھی ایسے بھی ہوں گے کہ میری ان سے جدائی کے بعد وہ دوبارہ مجھے کبھی نہیں دیکھ سکیں گے یعنی بعض لوگ ایسے ہوں گے کہ اس مقام پر نہیں پہنچ سکیں گے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ جب باہر نکلے تو راستے میں حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے حضرت عمرؓ کو یہ بات بتائی تو حضرت عمرؓ خود حضرت ام سلمہؓ کے پاس آئے اور کہا کہ میں آپؓ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ مجھے بتایئے کہ کیا میں ان میں سے ہوں؟ یہ جو آپؓ نے بتایا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے نہیں ملیں گے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دوبارہ نہیں دیکھ سکیں گے مَیں ان میں سے ہوں؟ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا نہیں۔ حضرت عمرؓ کو فرمایا کہ نہیں آپؓ ان میں سے نہیں ہیں لیکن آپؓ کے بعد میں کسی کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ سکیں گے یا نہیں۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جزء2 صفحہ 848، 849 عبدالرحمٰن بن عوف دارالجیل بیروت)

یعنی کسی کے بارے میں یقین سے نہیں کہہ سکتی کہ آپؐ کو ضرور دیکھیں گے لیکن یہ بھی واضح ہو جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ تو ان لوگوں میں سے ہیں جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے جن کو جنت کی بشارت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی لیکن پھر بھی ان لوگوں میں خدا تعالیٰ کا خوف اور خشیت اتنی تھی کہ ہر وقت فکر میں رہتے تھے اور حضرت ام سلمہؓ کی یہ بات سن کے بھی آپؓ نے فوراً بہت زیادہ صدقہ و خیرات کی۔

ایک روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ شام کی طرف نکلے یہاں تک کہ وہ سَرْغ مقام پر پہنچے۔ سَرْغ جو ہے وہ شام اور حجاز کے سرحدی علاقے میں واقع وادیٔ تبوک کی ایک بستی کا نام ہے جو مدینے سے تیرہ راتوں کی مسافت پر ہے۔ یعنی اس وقت جو سواریوں کا انتظام تھا ان کے ساتھ تیرہ راتیں مسلسل چلتے رہیں تو اس کی اتنی مسافت تھی۔ وہاں پہنچے تو آپؓ کی ملاقات فوجوں کے کمانڈر حضرت ابوعُبَیدہ بن الْجَرَّاحؓ اور ان کے ساتھیوں سے ہوئی۔ یہ واقعہ اٹھارہ ہجری میں حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں شام کی فتوحات کے بعد کا ہے۔ ان لوگوں نے حضرت عمرؓ کو بتایا کہ شام کے ملک میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میرے پاس مشورے کیلئے اولین مہاجرین کو بلاؤ۔ شروع کے جو مہاجرین ہیں ان کو بلاؤ۔ وہ کیا مشورہ دیتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ان سے مشورہ کیا مگر مہاجرین میں اختلاف رائے ہوگئی۔ بعض کا کہنا تھا کہ اس معاملے سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے یعنی سفر جاری رکھنا چاہیے جبکہ بعض نے کہا کہ اس لشکر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام شامل ہیں اور ان کو اس وبا میں ڈالنا مناسب نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ واپس چلا جائے۔ حضرت عمرؓ نے مہاجرین کو بھجوا دیا اور پھر انصار کو مشورے کیلئے بلایا۔ ان سے مشورہ لیا مگر انصار کی رائے میں بھی مہاجرین کی طرح اختلاف ہو گیا۔ کچھ نے کہا واپس چلے جائیں اور کچھ نے کہا آگے چلیں۔ حضرت عمرؓ نے انصار کو بھجوایا اور پھر فرمایا: قریش کے بوڑھے لوگوں کو بلاؤ۔ قریش کے اُن بوڑھے لوگوں کو بلاؤ جو فتح مکہ کے وقت اسلام قبول کر کے مدینہ آئے تھے۔ ان کو بلایا گیا انہوں نے یک زبان ہو کر مشورہ دیا کہ

ان لوگوں کو ساتھ لے کر واپس لوٹ چلیں۔ کوئی ضرورت نہیں۔ وہاں وبا پھوٹی ہوئی ہے وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے اور وبائی علاقے میں لوگوں کو نہ لے کر جائیں۔ حضرت عمرؓ نے ان کا مشورہ مان کے لوگوں میں واپسی کا اعلان کروا دیا۔ حضرت ابوعُبیدہ بن جَرّاحؓ نے اس موقعے پر سوال کیا ''کیا اللہ کی تقدیر سے فرار ممکن ہے؟'' آپؓ اس وبا کے ڈر سے واپس جا رہے ہیں تو یہ تو اللہ کی تقدیر ہے، بیماری پھیلی ہوئی ہے کیا آپؓ اس سے فرار ہو سکتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ سے فرمایا کہ اے ابوعبیدہ! کاش تمہارے علاوہ کسی اَور نے یہ بات کہی ہوتی۔ ہاں ہم اللہ کی ایک تقدیر سے فرار ہوتے ہوئے اللہ ہی کی ایک دوسری تقدیر کی طرف جاتے ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے آگے ان کو اس کی مثال دی کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کیا ہے۔ مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ان کو لے کر ایسی وادی میں اترو جس کے دو کنارے ہوں۔ ایک سرسبز ہو اور دوسرا خشک تو کیا ایسا نہیں کہ اگر تم اپنے اونٹوں کو سرسبز جگہ پر چراؤ تو وہ اللہ کی تقدیر سے ہے اور اگر تم ان کو خشک جگہ پر چراؤ تو وہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہی ہے۔ اب اللہ کی تقدیر نے تمہارے اوپر دو آپشن دے دیے ہیں ایک سبز چراگاہ ہے ایک جہاں بالکل خشک جگہ ہے، بنجر ہے، اکادکا جھاڑیاں ہیں یا تھوڑا بہت گھاس ہے۔ اب تم کہہ دو کہ یہ سبزہ اپنی تقدیر سے اگا ہے اور یہ جو خشکی ہے وہ کسی اور تقدیر سے ہے۔ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی تقدیریں ہیں۔ اب تم نے فیصلہ کرنا ہے۔ کون سی بہتر آپشن لینی ہے۔ ظاہر ہے تم سرسبز جگہ پر چراؤ گے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ان کو یہ باتیں کہیں۔ اسکے بعد کہتے ہیں کہ اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی آ گئے جو پہلے اپنی کسی مصروفیت کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکے تھے۔ انہوں نے عرض کی کہ میرے پاس اس مسئلے کا علم ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا آپ لوگوں سے مشورہ لے رہے ہیں میں بتاتا ہوں مجھے اس کا علم ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم کسی جگہ کے بارے میں سنو کہ وہاں کوئی وبا پھوٹ پڑی ہے تو وہاں مت جاؤ اور اگر کوئی مرض کسی ایسی جگہ پر پھوٹ پڑے جہاں تم رہتے ہو تو وہاں سے فرار ہوتے ہوئے باہر مت نکلو۔ جہاں وبا پھوٹ پڑی ہے وہاں جانا نہیں اور جس علاقے میں رہتے ہو وہاں وبا ہے تو پھر وہاں سے اس وقت باہر نہ نکلو اور اپنے آپ کو وہیں رکھو تا کہ وہ مرض اور وبا جو ہے وہ باہر دوسرے لوگوں میں نہ پھیلے۔

آج کل لاک ڈاؤن میں دنیا اس پر جو عمل کر رہی ہے جنہوں نے وقت پہ کیا وہاں کافی حد تک اس کو محدود کر لیا۔ بیماری کو contain کر لیا۔ جہاں نہیں کر سکے اور لاپروائی کی وہاں یہ پھیلتی جا رہی ہے۔ بہر حال یہ بنیادی نکتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع میں اپنے صحابہ کو بتا دیا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی اور واپس لوٹ گئے۔ (صحیح بخاری کتاب الطب باب مایُذکر فی الطاعون حدیث نمبر 5729)

حضرت مِسْوَر بن مَخْرَمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ جب صحیح حالت میں تھے تو آپ سے درخواست کی جاتی کہ آپؓ کسی کو خلیفہ مقرر فرما دیں لیکن آپؓ انکار فرماتے۔ پھر ایک روز آپؓ منبر پر تشریف لائے اور چند باتیں کہیں اور فرمایا: اگر میں مر جاؤں تو تمہارا معاملہ ان چھ افراد کے ذمے ہوگا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں چھوڑا ہے جبکہ آپؐ ان سب سے راضی تھے۔ حضرت علی بن ابوطالبؓ اور آپؓ کے نظیر حضرت زُبیر بن العوامؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور آپؓ کے نظیر حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت طلحہ بن عُبید اللہؓ اور آپؓ کے نظیر حضرت سعد بن مالکؓ۔ فرمایا خبردار! مَیں تم سب کو فیصلہ کرنے میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور تقسیم میں انصاف اختیار کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ ابوجعفرؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے شوریٰ کے اراکین سے کہا کہ اپنے معاملے میں آپس میں مشورہ کرو پھر اگر دو دو ہوں تو پھر دوبارہ مشورہ کرو اور اگر چار اور دو ہوں تو اکثریت کی تعداد کو اختیار کرو۔ زید بن اسلم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر تین اور تین کی رائے متفق ہو جائے تو جس طرف حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ہوں گے اس طرف کے لوگوں کی سنو اور اطاعت کرو۔

عبدالرحمٰن بن سعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہوئے تو آپؓ نے فرمایا: صہیبؓ تم لوگوں کو نماز پڑھائیں گے یعنی حضرت صہیبؓ کو امام الصلوٰۃ مقرر کیا اور یہ بات آپؓ نے تین مرتبہ کہی۔ اپنے اس معاملے میں مشاورت کرو اور یہ معاملہ ان چھ افراد کے سپرد ہے۔ جو شخص تمہارے حکم میں تردّد کرے یعنی جو تمہاری مخالفت کرے تو اس کی گردن اڑا دو۔ اگلا حکم جو ہے جب ضرورت پڑے، جب انتخاب خلافت ہو تو ان چھ افراد پر ہوگا۔ اس وقت تک حضرت صہیبؓ جو ہیں وہ امامت کرواتے رہیں گے۔ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اپنی وفات سے کچھ گھڑی قبل حضرت ابوطلحہ کی طرف پیغام بھیجا اور فرمایا اے ابوطلحہؓ! تم اپنی قوم انصار میں سے پچاس افراد کو لے کر ان اصحابِ شوریٰ کے پاس چلے جاؤ اور انہیں تین دن تک نہ چھوڑنا یہاں تک کہ وہ اپنے میں سے کسی کو امیر نہ منتخب کر لیں۔ اے اللہ! تُو ان پر میرا خلیفہ ہے۔

اسحاق بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہؓ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کچھ دیر حضرت عمرؓ کی قبر پر رکے۔ پھر اس کے بعد اصحابِ شوریٰ کے ساتھ رہے۔ پھر جب ان اصحابِ شوریٰ نے اپنا معاملہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے سپرد کر دیا کہ وہ اختیار رکھتے ہیں کہ جس کو بھی امیر مقرر کر دیں تو حضرت ابوطلحہؓ اپنے ساتھیوں سمیت اس وقت تک حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے گھر کے دروازے پر رہے جب تک کہ حضرت عثمانؓ کی بیعت نہ کی گئی۔

حضرت سلمہ بن ابوسلمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت عثمانؓ کی بیعت کی۔ پھر اس کے بعد حضرت علیؓ نے۔ حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ غلام عمر بن عُمَیْرَہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کی بیعت کی۔ پھر اس کے بعد سب لوگوں نے بیعت کی۔ (الطبقات الکبریٰ جزء 3 صفحہ 44 تا 46 ذکر الشوریٰ و ما کان من امرھم، ذکر بیعۃ عثمان ......، دارالکتب العلمیۃ بیروت، 1990ء)

بخاری کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب حضرت عمرؓ نماز کے شروع میں ہی جب آپ نے اللہ اکبر کہا اور پڑھانے کیلئے کھڑے ہوئے قاتلانہ حملہ ہوا تو اس وقت زخمی حالت میں حضرت عمرؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا ہاتھ پکڑ کر امامت کیلئے آگے کر دیا، وہ قریب تھے اور اس وقت حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے مختصر نماز پڑھائی۔ (صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب قصۃ البیعۃ والاتفاق علی عثمان بن عفان حدیث 3700)

حضرت مصلح موعودؓ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے انتخاب کے موقع پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا کردار بیان کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں۔ پہلے دو روایتیں آئی ہیں۔ ان میں سے ایک جگہ صرف یہ اختلاف ہے۔ باقی تو وہی باتیں ہیں۔ بہر حال حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ جب زخمی ہوئے اور آپؓ نے محسوس کیا کہ اب آپؓ کا آخری وقت قریب ہے تو آپؓ نے چھ آدمیوں کے متعلق وصیت کی کہ وہ اپنے میں سے ایک کو خلیفہ مقرر کر لیں۔ وہ چھ آدمی یہ تھے۔ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن وقاصؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ۔ اس کے ساتھ ہی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بھی آپؓ نے اس مشورے میں شریک کرنے کیلئے مقرر فرمایا مگر خلافت کا حقدار قرار نہ دیا اور وصیت کی کہ یہ سب لوگ تین دن میں فیصلہ کریں اور تین دن کیلئے حضرت صہیبؓ کو امام الصلوٰۃ مقرر کیا اور مشورہ کی نگرانی مِقداد بن اسودؓ کے سپرد کی اور انہیں ہدایت کی کہ وہ سب کو ایک جگہ جمع کر کے فیصلہ کرنے پر مجبور کریں اور خود تلوار لے کر دروازے پر پہرہ دیتے رہیں۔

پچھلی روایتوں میں حضرت طلحہؓ کا ذکر آ رہا ہے لیکن آپؓ نے مختلف جگہ سے اپنا جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ یہ ہے کہ مقداد بن اسود کے سپرد پہرہ کیا گیا تھا جب تک انتخاب خلافت ہو رہا ہے اور فرمایا کہ جس پر کثرت رائے سے اتفاق ہو سب لوگ اس کی بیعت کریں اور اگر کوئی انکار کرے تو اسے قتل کر دو لیکن اگر دونوں طرف تین تین ہو جائیں تو عبداللہ بن عمرؓ ان میں سے جس کو تجویز کریں وہ خلیفہ ہو۔ اگر اس فیصلے پر راضی نہ ہوں تو جس طرف حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ہوں وہ خلیفہ ہو۔ حضرت مصلح موعودؓ کے مطابق حضرت طلحہؓ اس وقت مدینہ میں نہیں تھے۔ اس لیے پانچ افراد تھے۔ پانچوں اصحاب نے مشورہ کیا مگر کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ آخر پانچ افراد نے مشورہ کیا۔ حضرت طلحہؓ کے علاوہ جو باقی پانچ افراد تھے انہوں نے مشورہ کیا۔ کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ بہت لمبی بحث کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا اچھا جو شخص اپنا نام واپس لینا چاہتا ہے وہ بولے۔ جب سب خاموش رہے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ سب سے پہلے میں اپنا نام واپس لیتا ہوں۔ پھر حضرت عثمانؓ نے کہا۔ پھر باقی دو نے۔ حضرت علیؓ خاموش رہے۔ آخر انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے عہد لیا کہ وہ فیصلہ کرنے میں کوئی رعایت نہیں کریں گے۔ انہوں نے عہد کیا اور سب کام ان کے سپرد ہو گیا۔ یعنی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ جو بھی فیصلہ کریں گے۔ کوئی رعایت نہیں، طرف داری نہیں ہوگی۔ جب عہد ہو گیا تو سارا کام حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے سپرد ہو گیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ تین دن مدینے کے ہر گھر گئے اور مردوں اور عورتوں سے پوچھا کہ ان کی رائے کس شخص کی خلافت کے حق میں ہے۔ سب نے یہی کہا کہ انہیں حضرت عثمانؓ کی خلافت منظور ہے چنانچہ انہوں نے حضرت عثمانؓ کے حق میں اپنا فیصلہ دے دیا اور وہ خلیفہ ہو گئے۔ (ماخوذ از خلافت راشدہ، انوار العلوم جلد 15 صفحہ 484-485)

اس مضمون کی ایک اَور روایت بھی ہے۔ وہ کافی لمبی ہے۔ باقی حصہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے ذکر میں آئندہ بیان ہوگا تو اس کی ضرورت ہوئی تو وہ بھی بعد میں علیحدہ بیان ہو جائے گی ان شاء اللہ۔ یا ہو سکتا ہے کہ وہ لمبی روایت جو میرے خیال میں حضرت عثمانؓ کی خلافت کے ضمن میں ہے یا حضرت عمرؓ کی زندگی کے بارے میں ہے تو وہ وہاں بھی بیان ہو سکتی ہے۔ بہر حال اس کے باوجود بھی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی زندگی کے واقعات کا، ان کی نیکیوں کا، ان کی سیرت کا کچھ حصہ ہے۔ وہ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ خطبے میں بیان ہوگا۔

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّمَا التَّوۡبَۃُ عَلَی اللّٰہِ لِلَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ السُّوۡٓءَ بِجَہَالَۃٍ (النساء:18)

یقیناً اللہ پر اُنہیں لوگوں کی توبہ قبول کرنا فرض ہے
جو (اپنی) حماقت سے بُرائی کے مرتکب ہوتے ہیں پھر جلد توبہ کر لیتے ہیں

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

اللہ تعالیٰ نے بیشمار دفعہ قرآن کریم میں تقویٰ پر چلنے کی ہدایت فرمائی ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے ہزاروں دفعہ یہ الہام ہوا ہے کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے، پس اپنے ایمان کی فصلوں اور باغوں کی جڑوں کو مضبوط کرنے کیلئے اور اُن کو ثمر دار بنانے کیلئے تقویٰ پر ہی چلنا ہوگا، آپ لوگ جو آج یہاں مختلف قوموں، مختلف ملکوں سے، مختلف جگہوں سے آئے ہوئے ہیں مختلف قبیلوں، ذاتوں اور خاندانوں کے ہیں، آپ کی پہچان یہی ہے کہ احمدی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ دل میں پیدا کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں

اب وہ وقت دُور نہیں ہیں جب ہم یہ نظارے دیکھیں گے کہ انشاء اللہ تعالیٰ حج کے موقع پر بھی اس طرح تمام احمدی ایک جگہ اکٹھے ہوں گے

یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کبھی دعاؤں میں سست نہ کرے، یاد رکھیں، یہی ہمارا سرمایہ حیات ہے اور اِس دنیا میں بھی ان دعاؤں نے ہی کام آنا ہے اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کے حضور اُس کے فضلوں کو سمیٹنے کیلئے عاجزانہ دعاؤں نے ہی کام آنا ہے

جب نیک نیتی کے ساتھ اس نظام سے وابستہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے طفیل آپ کو اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی طرف توجہ پیدا کرائے گا، آپ کو بھی اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی طرف توجہ ہوگی، پس آگے بڑھیں اور اس پاک نظام میں شامل ہونے کی کوشش کریں

تقویٰ پر چلنے کا عزم اور اُس کیلئے دعا ضروری ہے، اللہ کے خوف اور آنکھ کے پانی سے تقویٰ کی جڑوں کو مضبوط کریں اور نیکیوں کی لہلہاتی فصلوں سے اپنی خوبصورتی اور حسن میں اضافہ کریں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں یہ خوشخبری بھی دی کہ اگر تم تقویٰ پر قائم رہے، اُس کی مضبوط جڑیں تمہارے دلوں میں قائم رہیں تو اُس کے رسیلے اور میٹھے پھلوں میں سے ایک نعمت جو خلافت کی نعمت ہے اس کا بھی جماعت میں قیام رہے گا پس اس نعمت سے بھی اگر فائدہ اُٹھانا ہے تو تقویٰ کی جڑوں کو اپنے دلوں میں مضبوط کرنا ہوگا

اے مسیح محمدی کی سرسبز شاخو! خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے روشن، تابناک، چمکدار مستقبل کی ضمانت دی ہے۔ پس تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اُس سے فیض پاتے چلے جاؤ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درختِ وجود کی سرسبز اور ثمر دار شاخیں بنتے چلے جاؤ

افتتاحی خطاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 26؍دسمبر 2005ء برموقع جلسہ سالانہ قادیان بمقام قادیان دارالامان (انڈیا)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔
صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔
غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔ (سورۃ الحجرات:14)

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان کے 114ویں جلسہ سالانہ کا آغاز ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور سب شامل ہونے والوں کو اُس مقصد کا حاصل کرنے والا بنائے جس کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جلسہ کا آغاز فرمایا تھا اور تمام شاملین کو اُن تمام دعاؤں کا وارث بنائے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جلسہ میں شامل ہونے والوں کیلئے کی ہیں۔ گزشتہ دو خطبوں میں بھی میں اسی طرف توجہ دلاتا رہا ہوں۔ وہ مقصد ایسا ہے کہ جس کی طرف بار بار توجہ دلانی بھی ضروری ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے میں ہی ہماری بچت ہے، زندگی اور بقا ہے۔ اور یہی ایک ایسی بنیادی چیز ہے جس کو اگر ہم نے حاصل کر لیا تو دنیا و آخرت میں کامیاب ہو گئے۔ اور یہ مقصد ہے تقویٰ کا حصول۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ مصرع ترتیب فرمایا کہ:

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے

تو اللہ تعالیٰ نے فوراً اس کی تائید میں الہاماً آپ کو یہ مصرع عطا فرمایا کہ:

اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

(الحکم نمبر 45 جلد 5 مورخہ 10 دسمبر 1901ء صفحہ 3 کالم 1)

پس اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا وارث بننا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے پھل کھانے ہیں، اپنے ایمان کو مضبوط کرنا ہے تو اس جڑ کی حفاظت کرنی ہو گی۔ اس کی نشوونما کیلئے تمام ضروری لوازمات پورے کرنے ہوں گے۔ اسکو کھاد کی بھی ضرورت ہے، اس کو پانی کی بھی ضرورت ہے، اس کو جڑی بوٹیوں سے صاف رکھنے کی بھی ضرورت ہے۔ ایسی آکاس بیلوں سے محفوظ رکھنا ہے جو بڑے بڑے درختوں سے بھی اگر چمٹ جائیں تو اُن کی رونق کو ختم کر دیتی ہیں۔ یہ کھادیں، یہ خوراک اللہ تعالیٰ کے وہ تمام احکامات ہیں جن پر عمل کرنا ضروری ہے۔ جو نیکیوں کی فصلوں اور پھلوں کو ہرا بھرا رکھتی ہیں۔ اسکی آبیاری اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے، اُس کے حضور جھکتے ہوئے آنکھوں سے نکلے ہوئے آنسو ہیں۔ ان فصلوں کی نلائی، کٹائی، اُس کو جڑی بوٹیوں سے پاک کرنا اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے تمام نواہی سے بچنا ہے۔ تمام برائیوں کو اپنے دل کی زمین سے نکال باہر پھینکنا ہے۔ تبھی یہ جڑیں زمین میں گہری اور مضبوط ہوں گی اور تبھی ان جڑوں سے خوراک حاصل کرنے والی فصلیں اور باغ ثمر دار ہوں گے۔ تبھی اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظریں ایسے دلوں پر پڑیں گی اور تبھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ان رسیلے اور میٹھے پھلوں سے فائدہ اُٹھا سکے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جلسہ سالانہ کے موقع پر ہی اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں کہ:

”اپنی جماعت کی خیر خواہی کے لئے زیادہ ضروری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ تقویٰ کی بابت نصیحت کی جاوے کیونکہ یہ بات عقلمند کے نزدیک ظاہر ہے کہ بجز تقویٰ کے اور کسی بات سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل:129)“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 7، ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

یقیناً اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جنہوں نے تقویٰ کا طریق اختیار کیا ہو اور جو نیکوکار ہوں۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ اُن کی حمایت اور نصرت میں ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ تقویٰ کہتے ہیں بدی سے پرہیز کرنے کو اور مُحْسِنُوْن وہ ہوتے ہیں جو اتنا ہی نہیں کہ بدی سے پرہیز کریں بلکہ نیکی بھی کریں۔ اور پھر یہ بھی فرمایا: لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی (یونس:27) یعنی ان نیکیوں کو بھی سنوار سنوار کر کرتے ہیں“۔ فرمایا کہ ”مجھے یہ وحی بار بار ہوئی۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل:129) اور اتنی مرتبہ ہوئی ہے کہ مَیں گن نہیں سکتا۔ خدا جانے دو ہزار مرتبہ ہوئی ہو۔ اس سے غرض یہی ہے کہ تا جماعت کو معلوم ہو جاوے کہ صرف اس بات پر ہی فریفتہ نہیں ہونا چاہئے کہ ہم اس جماعت میں شامل ہو گئے ہیں یا صرف خشک خیالی ایمان سے راضی ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی معیت اور نصرت اُسی وقت ملے گی جب سچا تقویٰ ہو اور پھر نیکی ساتھ ہو۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 653-652۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس اس سچے تقویٰ کو حاصل کرنے کیلئے اور نیکیاں بجالانے کیلئے ہر احمدی کو ہر وقت کوشش کرنی چاہئے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے صرف احمدی ہو جانا کافی نہیں ہے۔ صرف بیعت کر لینے سے یا اتنا کہہ دینے سے بات نہیں بنے گی کہ ہم فلانے احمدی کی اولاد ہیں جس نے جماعت کی خدمت میں ایک نام پیدا کیا تھا۔ یا ہم فلاں صحابی کی اولاد ہیں جس نے جماعت کی خاطر یہ قربانیاں دی تھیں، یا فلاں شہید ہمارا رشتہ دار ہے جو جماعت کی خاطر شہید ہوا۔ یا ہم فلاں خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو ہمارے

ساتھ معاملہ تقویٰ اور نیکیاں بجالانے کی کوشش کو دیکھ کر کرنا ہے۔

اگر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی بیٹی تھیں، اُن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما دیا کہ فاطمہ یہ نہ سمجھنا کہ تم اللہ کے نبی کی بیٹی ہو۔ اس لئے تمہارے ساتھ نرمی کا معاملہ ہوگا، بخشش کا معاملہ ہوگا۔ نہیں، بلکہ تمہارے اعمال ہی تمہارے کام آئیں گے۔ (صحیح بخاری کتاب الوصایا باب ھل یدخل النساء والولد فی الاقارب، حدیث 2753)

یہ ٹھیک ہے کہ کوئی صرف اور صرف کُلّی طور پر اپنے عملوں کی وجہ سے نہیں بخشا جاتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال ہونا بھی ضروری ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کیلئے بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تقویٰ پر چلنا اور نیکیاں بجالانے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بیشمار دفعہ قرآنِ کریم میں تقویٰ پر چلنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ اور اسی لئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے ہزاروں دفعہ یہ الہام ہوا ہے کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کے لئے ہی خدا تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں تمام اوامر و نواہی کی تفصیل کھول کر بیان فرمادی ہے۔

پس اپنے ایمان کی فصلوں اور باغوں کی جڑوں کو مضبوط کرنے کیلئے اور اُن کو ثمر دار بنانے کیلئے تقویٰ پر ہی چلنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا کرنا ہوگا۔ تمام نیکیاں اختیار کرنے کی کوشش کرنی ہوگی اور تمام برائیوں کو بیزار ہو کر ترک کرنا ہوگا۔ کیونکہ اس کے بغیر، جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے، نہ آباؤ اجداد کی بزرگی کام آئے گی، نہ کوئی خاندان کام آئے گا، نہ کوئی قبیلہ کام آئے گا اور نہ کسی ملک کا باشندہ ہونا کام آئے گا۔

آج یہاں ہم مختلف قوموں اور قبیلوں کے لوگ جمع ہیں۔ ہمارے ہاں اس ملک سے بھی مختلف جگہوں سے، مختلف معاشرے کے، مختلف قومیتوں کے، مختلف طبقات کے لوگ آئے ہوئے ہیں۔ ہمارے یہاں برصغیر میں ذات پات برادری وغیرہ کا ابھی تک بہت زیادہ خیال رکھا جاتا ہے، بلکہ شادیوں وغیرہ کے موقع پر بھی، خاص طور پر رشتوں کے موقع پر بھی بعض خاندان بہت زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ رشتوں میں اس لئے روکیں ڈالی جاتی ہیں کہ فلاں ہماری ذات برادری کا نہیں ہے۔ بعض غلط کاموں میں ملوث لوگوں کی صرف اس بات پر حمایت کی جاتی ہے کہ وہ ہماری برادری یا قبیلے کا ہے۔ پھر ملکوں کی سطح پر چلے جائیں تو مغربی ممالک میں بھی یہ چیز ہے۔ گو وہاں ذات برادری کے لحاظ سے تو نہیں۔ وہ لوگ اس بات کو تسلیم کریں یا نہ کریں لیکن ان لوگوں میں بھی بڑائی، برتری کا احساس اور دوسرے کو کمتر سمجھنے کا احساس ہے۔ ایشین سے، افریقن سے ان کے مختلف سلوک ہوتے ہیں۔ اور مختلف مواقع پر یہ احساسِ برتری اُن کا ظاہر ہو رہا ہوتا ہے۔ سیاسی طور پر بعض مجبوریوں کی وجہ سے اس کا اظہار کریں نہ کریں لیکن کسی نہ کسی طرح یہ برتری اور کمتری کے رویے ظاہر ہو ہی جاتے ہیں۔ بہر حال یہ بڑے اور چھوٹے کا احساس کسی نہ کسی سطح پر ہر جگہ پایا جاتا ہے لیکن ہمارے ملکوں میں ہر سطح پر یہ بہت زیادہ ہے۔

یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے اس طرف ہی توجہ دلائی ہے کہ اے لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو بلکہ بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ تو اصل چیز جو اس میں بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ کا قرب پانے کیلئے اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے تمہارا متقی ہونا ہی اصل چیز ہے اور کسی قسم کی اَور انفرادیت تمہارے کسی کام نہیں آئے گی۔ فرمایا کہ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا اور ہمیشہ باخبر ہے۔ تمہارا معزز ہونا تمہارے قبیلے کے لحاظ سے نہیں ہو گا۔ یہ خاندان، یہ برادریاں، یہ قبیلے تو ایک پہچان ہیں۔ کم ذات کا یا اچھی ذات کا ہونا معیار نہیں ہے۔ گورا ہونا یا کالا ہونا کوئی بڑائی کا ذریعہ نہیں۔ بلکہ بڑائی اسی میں ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ آپ لوگ جو آج یہاں مختلف قوموں، مختلف ملکوں سے، مختلف جگہوں سے آئے ہوئے ہیں، مختلف قبیلوں، ذاتوں اور خاندانوں کے ہیں، آپ کی پہچان یہی ہے کہ احمدی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ دل میں پیدا کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں۔ پس ہر احمدی کو یہ چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو بجالائے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے نیکیاں کرے۔ بلا تفریق مذہب ایک دوسرے کے کام آئیں تبھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز ٹھہریں گے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز ٹھہرتا ہے وہی ہے جو دنیا و آخرت کے انعامات کا وارث ہوتا ہے۔ پس ان خاندانوں اور قبیلوں کو تم اپنی پہچان کی خاطر تو رکھو کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق ہیں، لیکن یہ پہچان تمہارے معزز ہونے کی پہچان نہیں ہوسکتی، اگر اعمال اُس کے مطابق نہیں ہیں۔ پس یہی اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔ معزز وہی ہے جو تقویٰ میں بڑھا ہوا ہے۔ اگر کوئی اپنے آپ کو اعلیٰ خاندان کا سمجھنے والا برائیوں میں مبتلا ہے اور اُس کی نظر میں کمتر خاندان والا ہے لیکن وہ تقویٰ میں زیادہ ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز وہی ہے جس کو وہ کمتر سمجھتا ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات پر بہت زیادہ زور دیا ہے اور یہی بات جماعت احمدیہ کے جلسوں کا مقصد ٹھہرائی ہے۔

آج ہر احمدی کا فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کے بعد اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے کیلئے ہر ممکن کوشش کرے اور تقویٰ دلوں میں قائم کرتے ہوئے، نیکیاں بجالاتے ہوئے محبت، پیار اور بھائی چارے کی فضا ہر جگہ قائم کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اس بارے میں کیسا خوبصورت پیغام اپنی اُمّت کو دیا تھا۔ فرمایا اے لوگو! تمہارا خدا ایک ہے۔ تمہارا باپ ایک ہے۔ یاد رکھو کسی عربی کو عجمی پر اور کسی سرخ و سفید رنگ والے کو کسی سیاہ رنگ والے پر اور کسی سیاہ رنگ والے کو کسی سرخ و سفید رنگ والے پر کسی طرح کی کوئی فضیلت نہیں۔ ہاں تقویٰ اور مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کی وجہ سے اللہ کی نظر میں تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہی ہے جو تقویٰ میں سب سے بڑھ کر ہے۔ (الجامع لشعب الایمان جلد 7 صفحہ 132۔ فصل و مما یجب حفظ اللسان منہ الفخر بالآباء ......الخ، حدیث 4774۔ مکتبۃ الرشد۔ ریاض 2004ء)

پس معزز ہونے کیلئے یہ معیار ہے کہ تقویٰ اختیار کرو اور نیکیوں میں آگے بڑھو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ضمن میں فرماتے ہیں: ’’مکرّم و معظّم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہوسکتا۔ خدا کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے...... یہ جو مختلف ذاتیں ہیں یہ کوئی وجہِ شرافت نہیں۔ خدا تعالیٰ نے محض عُرف کیلئے یہ ذاتیں بنائیں اور آج کل تو صرف بعد چار پُشتوں کے حقیقی پتہ لگانا ہی مشکل ہے۔ متّقی کی شان نہیں کہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ میرے نزدیک ذات کوئی سند نہیں، حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 23، ایڈیشن 2003ء، مطبوعہ ربوہ)

آج حج کے علاوہ جماعت احمدیہ کے جلسہ میں ہمیں یہ چیز نظر آتی ہے۔ لیکن یہ چیز میرے خیال میں ہمارے میں زائد ہے کہ آپس میں ایک دوسرے سے پہچان کی کوشش کرنے والے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کو جب کھل کر اس فریضہ کی ادائیگی کا موقع مل جائے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ حج میں بھی پہلے سے بڑھ کر یہ چیز نظر آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ راستے کی تمام روکیں دور ہو جائیں گی اور اب وہ وقت دُور نہیں ہیں جب ہم یہ نظارے دیکھیں گے کہ انشاء اللہ تعالیٰ حج کے موقع پر بھی اس طرح تمام احمدی ایک جگہ اکٹھے ہوں گے۔ بہر حال آج یہ بات فی الحال ہمیں یہاں جماعت احمدیہ کے جلسہ میں نظر آتی ہے جہاں مختلف خاندانوں، برادریوں بلکہ قوموں اور ملکوں کے لوگ بھی ایک جگہ جمع ہیں۔ مالی لحاظ سے انتہائی کمزور بھی ہیں اور آسودہ حال بھی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد پر عمل کرنے والے ہیں کہ:

’’دینی غریب بھائیوں کو کبھی حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو۔ مال و دولت یا نسبی بزرگی پر بے جا فخر کر کے دوسروں کو ذلیل اور حقیر نہ سمجھو۔ خدا کے نزدیک مکرّم وہی ہے جو متقی ہے۔‘‘

پس ہمیشہ اس اہم مقصد کے حصول کے لئے کوشش کرتے رہیں کیونکہ یہی راہِ نجات ہے اور یہی چیز ہے جس سے جماعت نے ترقی کرنی ہے۔ اس لئے ہمیشہ اس کوشش میں رہنا چاہئے کہ ہمارے سے ہمیشہ وہ اعمال سرزد ہوں جو ہمیں اللہ تعالیٰ سے قریب تر کرنے والے ہوں۔ ہمیشہ اُن راستوں پر چلنے والے ہوں جن سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق ادا ہوتے ہوں اور نیکیاں کرنے کی توفیق ملتی چلی جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’اب جو جماعتِ اتقیاء ہے خدا اُس کو ہی رکھے گا اور دوسری کو ہلاک کرے گا۔‘‘ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 177، ایڈیشن 2003ء، مطبوعہ ربوہ)

بڑے خوف کا مقام ہے۔ کبھی کوئی احمدی ایسا نہ ہو کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرنے کے بعد پھر ہلاک ہونے والوں کی جماعت میں شامل ہو جائے۔ اس لئے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا بتائی ہے جس کو ہمیشہ ہر احمدی کو مدّنظر رکھنا چاہئے، پیشِ نظر رکھنا چاہئے جس کا ایک حدیث میں یوں ذکر آتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا کیا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی۔ اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاکدامنی اور غناء مانگتا ہوں۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب التعوذ من شر ما عمل ......الخ، حدیث 6904)

پھر حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، آپ نے کسی کے سامنے ذکر کیا کہ مَیں آپ کو وہ دعا بتاتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ آپ ان الفاظ میں دعا مانگا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰھَا وَ زَکِّھَا وَاَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰھَا۔ کہ اے اللہ! میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا کر اور اسکو خوب پاک صاف کر دے، اور تو ہی سب سے بہتر ہے جو اس کو پاک کر سکے۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الذکر والدعاء...... باب التعوذ من شر ما عمل......الخ، حدیث 6906)

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت تھی جنکی خاطر یہ کائنات پیدا کی گئی تو ہمیں کس قدر اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہمیں یہ موقع میسر آیا ہے، یہ تین دن اس بستی میں ملے ہیں، اس لئے ہمیں چاہئے کہ اس سے بھرپور فائدہ اُٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے، دعائیں کرتے ہوئے، اپنے دل میں تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کریں۔ اُس سے تقویٰ مانگیں۔ نیکیاں بجالانے کی طرف توجہ کریں۔ اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اُن پر قائم رہنے کی اور اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی کوشش بھی کریں تا کہ ہمارا شمار ہمیشہ اتقیاء کی جماعت میں ہو اور کبھی ہلاک ہونے والوں میں نہ ہوں۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے والے ہوں۔ نفس کی خواہشات ہمیں اللہ تعالیٰ سے دور لے جانے والی نہ ہوں۔

جیسا کہ مَیں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ پس جہاں اس تقویٰ کے حصول کیلئے ہر احمدی نے اللہ تعالیٰ کی خشیت دل میں پیدا کرنی ہے اُسکی عبادت کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے ہیں، نمازوں میں پابندی اختیار کرنی ہے، ذکرِ الٰہی سے اپنی زبانوں کو تر رکھنا ہے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں مالی قربانیاں کرنی ہیں، اُسکے دین کی اشاعت کیلئے کوشش کرنی ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے بھی حقوق ادا کرنے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے احکامات ہی ہیں جن میں حقوق اللہ شامل ہیں، حقوق العباد جن میں شامل ہیں، جو تقویٰ کی جڑ کو مضبوط کرنے والے ہیں، ایمان کے درخت کو ثمر دار بنانے والے ہیں۔ یہ نیک اعمال ہی ہیں، اگر ہم ان پر کاربند ہو جائیں تو خدا تعالیٰ کی رضا کو پاتے ہوئے اُس کے مقرب ہو جائیں گے۔ اس طرح بعض برائیاں ہیں جنہوں نے معاشرے میں بگاڑ پیدا کیا ہوا ہے۔ ایک احمدی بھی کیونکہ اس معاشرے میں رہ رہا ہے، اُسکا حصہ ہے، جہاں نفسا نفسی کا عالم ہے۔ اس لئے وہ بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

متقی کی ایک نشانی یہ ہے کہ ان میں عاجزی، انکساری، حلیمی اور مسکینی ہوتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وَعِبَادُالرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (الفرقان: 64) اور رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو جواباً کہتے ہیں: سلام۔ ایسے جاہل جن کا کام ہی صرف لڑنا جھگڑنا ہے اور آجکل ہمارے ان ملکوں میں جو مسلمان کہلانے والے ہیں ان میں تو احمدیت کے خلاف زیادہ ہی جہالت کا اظہار ہوتا ہے۔ پھر بعض دفعہ اپنوں میں سے بھی بعض جاہل پیدا ہو جاتے ہیں جن کو سمجھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو ایسے موقعوں پر فرمایا کہ ایسے لوگوں کے منہ لگنے کے بجائے ایسی مجلس سے اُٹھ جایا کرو اور ایسی مجلسوں میں بیٹھنے سے سوائے اس کے کہ ہم اپنے اخلاق

خراب کریں، کچھ نہیں ہوگا۔ بعض دفعہ مقابلے اور غصہ میں آ کر انسان خود بھی ایسی بات کر جاتا ہے جس سے تکبر کے گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے اور جب ایک دفعہ انسان متکبر ہو جائے تو پھر ایک کے بعد دوسرا گناہ سرزد ہوتا چلا جاتا ہے۔ دوسرے نے تو جہالت سے بات کی تھی لیکن جواب دے کر آپ بھی جہالت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ متکبر کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ (لقمان:19) اور اپنے گال لوگوں کے سامنے غصہ سے مت پھلا اور زمین میں تکبر سے مت چل، اللہ یقیناً ہر شیخی کرنے والے اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

پس تقویٰ اور تکبر یا فخر یا ذرا سی بات پر غصہ میں آ جانا ایسی باتیں ہیں جو ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتیں بلکہ یہ مخالف سمتیں ہیں اور تقویٰ کے ساتھ کبھی اس قسم کی برائیاں جمع نہیں ہوسکتیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو تکبر کو شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبر جیسی اور کوئی بلا نہیں۔ یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہان میں انسان کو رسوا کرتی ہے۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 598)

پھر آپ نے فرمایا: ’’مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔ مگر تم شاید نہیں سمجھوگے کہ تکبر کیا چیز ہے؟ پس مجھ سے سمجھ لو کہ میں خدا کی روح سے بولتا ہوں۔‘‘ فرمایا ’’ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنرمند ہے، وہ متکبر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اُس کو دیوانہ کردے اور اُس کے اس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے، اُس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دیدے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ وحشمت کا تصور کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے، وہ بھی متکبر ہے کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ وحشمت خدا نے ہی اُس کو دی تھی اور وہ اندھا ہے اور نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اُس پر ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایک دم میں اسفل السافلین میں جا پڑے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے، اُس سے بہتر مال و دولت عطا کر دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اُس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے، وہ بھی متکبر ہے اور وہ اُس خدا سے بے خبر ہے کہ ایک دَم میں اُس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اُس کو بدتر کردے اور وہ جس کی تحقیر کی گئی ہے ایک مدت دراز تک اُس کے قویٰ میں برکت دے کہ وہ کم نہ ہوں اور نہ باطل ہوں۔ کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے، وہ بھی متکبر ہے کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اُس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔ سو تم اے عزیزو! ان تمام باتوں کو یاد رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اُس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے، اُس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک غریب بھائی جو اُس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے، اُس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے، اُس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے مامور اور مُرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اُس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اسکی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصّہ لیا ہے...... سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہوتا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل وعیال سمیت نجات پاؤ۔ خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے، تم اُس سے کرو۔ اور جس قدر دنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے، تُم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شر تا تم پر رحم ہو۔‘‘

(نزول المسیح روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 402-403)

پھر آپ نے فرمایا: ’’تکبّر کئی قسم کا ہوتا ہے۔ کبھی یہ آنکھ سے نکلتا ہے جبکہ دوسرے کو گھور کر دیکھتا ہے تو اُس کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے۔ کبھی زبان سے نکلتا ہے اور کبھی اس کا اظہار سَر سے ہوتا ہے اور کبھی ہاتھ اور پاؤں سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ غرضیکہ تکبّر کے کئی چشمے ہیں اور مومن کو چاہئے کہ ان تمام چشموں سے بچتا رہے اور اُس کا کوئی عضو ایسا نہ ہو جس سے تکبّر کی بُو آوے اور وہ تکبّر ظاہر کرنے والا ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 613، ایڈیشن 2003ء، مطبوعہ ربوہ)

دیکھیں اللہ تعالیٰ کا ہم پر کتنا بڑا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ کتنی گہرائی میں جا کر آپ نے ہماری اصلاح کرنے اور تقویٰ میں ترقی کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اب دیکھ لیں دنیا میں بہت کم ہیں جو پڑھ لکھ جائیں یا کسی خاص مضمون میں اُن کا علم بڑھ جائے تو اُن میں بڑائی پیدا نہ ہو۔ بلکہ ہمارے ملکوں میں تو سکولوں کے اساتذہ بھی اکثر اوقات بچوں کو پڑھاتے ہوئے ان کی غلطی پر اُن کا اچھا خاصّہ مذاق اڑا دیتے ہیں اور پھر بچوں کو پڑھائی کرنے کے شوق کے بجائے پڑھائی سے نفرت ہو جاتی ہے۔ پھر آجکل یہ بھی اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ جسکے پاس کچھ پیسہ آ جائے اُس کا دماغ ہی نیچے نہیں آتا۔ بعض دفعہ غریب آدمی سے نہایت حقارت آمیز سلوک کرتے ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ دیکھو جو دعاؤں میں سست ہیں اُن میں بھی تکبر ہے۔ پس ہر احمدی کو چاہئے کہ آجکل اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ بھی موقع دیا ہے تو ان دنوں میں اس ماحول میں خاص طور پر دعاؤں پہ زور دیں۔ اس ماحول سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کبھی دعاؤں میں سست نہ کرے۔ یاد رکھیں کہ یہی ہمارا سرمایہ حیات ہے اور اس دنیا میں بھی ان دعاؤں نے ہی کام آنا ہے اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کے حضور اُسکے فضلوں کو سمیٹنے کیلئے عاجزانہ دعاؤں نے ہی کام آنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس درد سے ہمیں نصائح فرمائی ہیں اگر ہم نے ان پر عمل نہ کیا تو کہیں یہ نہ ہو کہ ہم بھی اُس زُمرہ میں شمار ہو جائیں جو خدا کے مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتے۔ پھر دیکھیں کس باریکی سے بظاہر چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ فرمایا حقارت سے کسی کو نہیں دیکھنا، یا کسی بات پر اس طرح دیکھنا کہ اپنے آپ کو یہ سمجھنا کہ جس طرح کل کائنات کا میں ہی مالک ہوں۔ پھر کبھی زبان سے کسی کی دل آزاری نہیں کرنی۔ بعض لوگ مذاق مذاق میں دوسروں کی دل آزاری کر جاتے ہیں اور یہ مذاق ہو رہا ہوتا ہے۔ تو اس بات سے بھی منع فرمایا ہے۔ کسی کا استہزاء اور ٹھٹھّا کرنا جس سے دوسرے کی سبکی ہو، یہ سب تکبر کی قسمیں ہیں۔ تو ایک تکبر جو ہے یہ بہت سی نیکیوں سے انسان کو محروم کر دیتا ہے اور بہت سی برائیوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ تکبر ہی ہے جس سے انسان عفو اور درگزر سے دور چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متقی کی یہ نشانی بتائی ہے کہ وہ غصّہ کو دبانے والے ہوتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہوتے ہیں لیکن ایک متکبر انسان جو ہے اُس کو تو دوسروں کو معاف کرنا ہی نہیں آتا۔ جس کے اختیارات ہوں اس کا کسی کو سزا کے طور پر سرزنش کرنا یا سزا دینا، اگر اصلاح کیلئے کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن جس میں تکبر ہوگا وہ ان معاملات کو اپنی اَنا کا مسئلہ بنا لے گا۔ (بعض احباب اس موقع پر نعرے لگا رہے تھے۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ جہاں نعرے کی ضرورت نہ ہو وہاں اس طرح آخر میں بیٹھ کر بلا وجہ نعرے نہ لگائیں۔ خاموشی سے کچھ تھوڑی دیر سن بھی لیں) اَنا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہئے۔ حالانکہ ذاتی معاملات میں متقی کی یہ نشانی ہے کہ وہ نہ صرف معاف کرتے ہیں بلکہ احسان کا سلوک کرتے ہیں۔ بھول جاتے ہیں کہ کسی دوسرے کی طرف سے کوئی زیادتی بھی کبھی ہوئی ہے۔ اور ایسے احسان کرنے والوں اور تقویٰ پر قدم مارنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ کہ اللہ تعالیٰ محسنوں سے محبت کرتا ہے۔ جبکہ تکبر کرنے والوں کیلئے فرمایا جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے انتہائی ناپسندیدہ لوگ ہیں۔ اسکے علاوہ اور بہت سی نیکیاں ہیں، اعمال ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے، جن کی تفصیل میں اس وقت جانا ممکن نہیں ہے۔ لیکن یہ ایسی نیکیاں ہیں جو انسان کے تقویٰ کے معیار کو اونچا کرنے والی اور اسکی جڑوں کو مضبوط کرنے والی ہیں۔ مثلاً رشتہ داروں سے حسنِ سلوک ہے۔ اُن کے حقوق کا خیال رکھنا ہے۔ اس میں اپنے والدین ہیں، بیوی کے والدین ہیں، بھائی بہن ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ غریبوں کے حقوق کی ادائیگی ہے۔ اس میں بھی جہاں تک غریبوں کے حقوق کا سوال ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج جماعت احمدیہ اپنے وسائل کے لحاظ سے بحیثیت جماعت بھی بھرپور حصہ لینے کی کوشش کرتی ہے اور جو افرادِ جماعت ہیں، جن کو توفیق ہے وہ اپنی ذاتی حیثیت کے لحاظ سے بھی اس میں حصہ لیتے ہیں۔

پھر بحیثیت انسان ہر دوسرے انسان کے کام آنے کا سوال ہے۔ پھر عدل وانصاف کا قیام ہے۔ وعدوں کی پابندی ہے۔ اس طرح کے بہت سارے اعمال ہیں جو کرنے سے تقویٰ کی جڑیں مزید گہری ہوتی چلی جاتی ہیں۔ غرض کہ جو کام بھی اللہ تعالیٰ اور اُس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کیلئے کیا جائے وہ نیکی ہے اور تقویٰ کی طرف لے جانے والی ہے۔ اور جو کام بھی ان حقوق کی تلفی کا باعث بن رہا ہے، اپنے خدا سے دور لے جانے والا ہے وہ برائی اور بدی میں شامل ہے۔ اور اس کی بیخ کنی کرنا دل کی زمین کو صاف کرنے کیلئے اور تقویٰ کی جڑوں کو تقویت دینے کیلئے ضروری ہے۔

متقیوں کو اللہ تعالیٰ نے کئی طرح کی تسلیاں بھی دی ہیں اور انعامات سے نوازنے کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔ مثلاً فرمایا: متقیوں کا میں خود کفیل ہو جاتا ہوں، اُنکی ضروریات کو پورا کرتا ہوں (الجاثیہ: 20)، ان کو تنگ حالات سے نکالتا ہوں (الطلاق: 4)۔ پھر اللہ تعالیٰ متقیوں کیلئے رزق کے سامان پیدا فرماتا ہے۔ اُنہیں بہت ساری برائیوں سے اپنے فضل سے آزاد کرتا ہے۔ اُن کو ایک نور دیا جاتا ہے (التحریم: 9) نورِ فراست اُن کو عطا ہوتا ہے۔ غرض ایک متقی جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کا پیارا اور محبوب بن جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’قرآنِ شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کیلئے بڑی تاکید ہے۔ وجہ یہ کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کیلئے قوت بخشتی ہے اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کیلئے حرکت دیتی ہے۔ اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کیلئے سلامتی کا تعویذ ہے اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کیلئے حصنِ حصین ہے۔ ایک متّقی انسان بہت سے ایسے فضول اور خطرناک جھگڑوں سے بچ سکتا ہے جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہو کر بسا اوقات ہلاکت تک پہنچ جاتے ہیں۔‘‘

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 342)

پس فرمایا یہ جو تقویٰ ہے یہ حصنِ حصین ہے۔ ایک محفوظ قلعہ ہے۔ اس میں آ جائیں گے تو ہر لحاظ سے محفوظ ہو جائیں گے۔ ’’جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہو کر بسا اوقات ہلاکت تک پہنچ جاتے ہیں اور اپنی جلد بازیوں اور بدگمانیوں سے قوم میں تفرقہ ڈالتے اور مخالفین کو اعتراض کا موقع دیتے ہیں۔‘‘

(ایام الصلح روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 342)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’اور چاہئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہوسکتی اور نفسانی جذبات کو بکلّی چھوڑ کر خدا کی رضا کیلئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دنیا کی لذّتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کیلئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ وہ درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذّت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اُس فتح سے بہتر ہے جو موجبِ غضبِ

شعبہ نور الاسلام کے تحت
اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں
ٹول فری نمبر : 1800 103 2131
اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

الٰہی ہو‘‘۔ فرمایا: ’’خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے کہ جس کو دل میں لگانا چاہئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے، تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے۔ اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے‘‘۔ فرمایا ’’پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو مَیں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک برگزیدہ قوم ہو جاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو‘‘۔ فرمایا ’’اور اس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔ کینہ وری سے پرہیز کرو اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو۔ نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ‘‘۔ (رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307-308)

یہ آخری اقتباسات جو مَیں نے پڑھے ہیں، یہ رسالہ الوصیت سے ہیں جو ٹھیک آج سے سو سال پہلے 20/دسمبر 1905ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا تھا اور پھر 24/دسمبر کو میرا خیال ہے یہ رسالہ شائع ہوا تھا۔ تو تقویٰ کی طرف توجہ دلانے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے میری وفات کی اطلاع دے کر ’’مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ اور ایک فرشتہ مَیں نے دیکھا کہ وہ اس زمین کو ناپ رہا ہے۔ تب ایک مقام پر پہنچ کر اس نے مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اُس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 316)

اس بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والے لوگوں کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت دعائیں بھی کی ہیں۔ اب مَیں وہ دعائیں پڑھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ: ’’مَیں دُعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدّم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی۔ اور خدا کیلئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ اٰمِیْن یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ‘‘

پھر دوسری دفعہ آپ نے یہی دعا کی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ: ’’پھر مَیں دُعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا! اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی اُن کے کاروبار میں نہیں۔ اٰمِیْن یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔

پھر مَیں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم! اے خدائے غفور و رحیم! تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچّا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنّی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجا لاتے ہیں۔ اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں جن سے تُو راضی ہے۔ اور جن کو تُو جانتا ہے کہ وہ بکلّی تیری محبت میں کھوئے گئے۔ اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ اٰمِیْن یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔‘‘ (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 316 تا 318)

گزشتہ سال یو.کے کے جلسہ سالانہ پر مَیں نے تحریک کی تھی کہ اس مبارک تحریک میں حصہ لیں اور اس پاک نظام میں اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگی پاک کرنے کیلئے شامل ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے وارث بنیں۔ میں نے اس خواہش کا اظہار بھی کیا تھا کہ سو سال پورے ہونے پر کم از کم پچاس ہزار موصیان ہو جائیں۔ اسکا مطلب یہ تھا کہ اُس وقت جو تعداد تھی، اُس میں تقریباً پندرہ ہزار اَور شامل ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یو.کے کے جلسہ تک یہ تعداد درخواست دہندگان کی پوری ہو گئی تھی، منظوریاں تو بعد میں ہوئیں لیکن بہرحال تعداد پوری ہو گئی تھی۔ لیکن آج سو سال پورے ہونے پر (سو سال تو آج دسمبر میں پورے ہو رہے ہیں ناں) جو درخواستیں مجلسِ کارپرداز پاکستان کو پہنچی ہیں، یہاں بھارت کی شاید علیحدہ بھی ہوں۔ وہ تقریباً ساڑھے سترہ ہزار ہیں جبکہ میں نے پندرہ ہزار کہا تھا۔ ابھی بہت سے وصیت فارم جو ہیں وہ جماعتوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی جو یہ رپورٹ ہے وہ میرے نزدیک اس لحاظ سے نامکمل ہے کہ بہت ساری ابھی پراسس (Process) میں ہیں۔ میرے خیال میں اس سے کہیں زیادہ درخواستیں آچکی ہیں جتنا کارپرداز کا خیال ہے۔ بہرحال جماعت نے اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے توجہ دی۔ اب جو اگلا ٹارگٹ تھا کہ کُل چندہ دہندگان کا یعنی اس وقت جو کمانے والے ہیں یا 2008ء تک جو بھی کمانے والے ہوں گے اُس کا پچاس فیصد انشاء اللہ تعالیٰ نظامِ وصیت میں شامل کرنا ہے۔ جو نہ کمانے والے ہوتے ہیں وہ گھریلو خواتین، خانہ دار خواتین اور بچے ہوتے ہیں، اُن کو اگر شامل کر لیں تو یہ تعداد پچاس فیصد سے کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ بعض چھوٹی جماعتوں نے یہ ٹارگٹ حاصل بھی کر لیا ہے۔ بہر حال یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس نظام کو اب جماعت کے افراد سمجھنے لگ گئے ہیں اور اب تقویٰ کے معیار کو بڑھانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ آج سے سو سال پہلے جس نظام کا اعلان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شہر میں فرمایا تھا آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اُسکی تقدیر کے تحت اس شہر سے ہی مَیں آپ کو اگلا ٹارگٹ جس کی گزشتہ سال تحریک کی گئی تھی، اُس کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ بہت سارے لوگ یہ لکھتے ہیں کہ ہم اس فکر میں تو ہیں کہ وصیت کریں لیکن اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتے۔ تو یاد رکھیں کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو یہ دعائیں پڑھی ہیں تو یہ اسی لئے پڑھ کر سنائی ہیں کہ جب نیک نیتی کے ساتھ اس نظام سے وابستہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے طفیل آپ کو اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی طرف توجہ پیدا کرائے گا اور آپ کو اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی طرف توجہ بھی ہو گی۔ پس آگے بڑھیں اور اس پاک نظام میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔ خدا کے مسیح کی آواز پر لبیک کہیں اور اُن حقوق کی ادائیگی کے معیار حاصل کرتے چلے جائیں جن کی طرف تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توجہ دلائی ہے۔

بہر حال تقویٰ پر چلنے کا عزم اور اُس کیلئے دعا ضروری ہے۔ اللہ کے خوف اور آنکھ کے پانی سے تقویٰ کی جڑوں کو مضبوط کریں اور نیکیوں کی لہلہاتی فصلوں سے اپنی خوبصورتی اور حسن میں اضافہ کریں۔

اس رسالہ ’’الوصیت‘‘ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں یہ خوشخبری بھی دی کہ اگر تم تقویٰ پر قائم رہے، اُس کی مضبوط جڑیں تمہارے دلوں میں قائم رہیں تو اُس کے رسیلے اور میٹھے پھلوں میں سے ایک نعمت جو خلافت کی نعمت ہے اس کا بھی جماعت میں قیام رہے گا۔ پس اس نعمت سے بھی اگر فائدہ اُٹھانا ہے تو تقویٰ کی جڑوں کو اپنے دلوں میں مضبوط کرنا ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ خدا کا وعدہ ہے اور وہ سچے وعدوں والا خدا آج تک اپنے وعدے پورے کرتا چلا آیا ہے۔ اس انعام سے فیض اُٹھانے والے انشاء اللہ تعالیٰ پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔ لیکن ساتھ ہی ہر ایک کو یہ فکر بھی ہونی چاہئے کہ تقویٰ سے خالی ہو کر ہم کہیں جڑی بوٹیوں کی طرح جماعت کے اس حسین باغ سے باہر نہ نکال دیئے جائیں۔ ہم کہیں اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں نہ آ جائیں۔ اس لئے اللہ نہ کرے کہ کبھی ایسا دن آئے جب کسی احمدی کے دل میں ہدایت کے بعد کسی بھی قسم کی کوئی کجی پیدا ہو۔ اس لئے اپنے ایمانوں کی مضبوطی کی دعائیں بھی مانگتے رہنا چاہئے۔

مجھے گزشتہ سال کسی نے یہ بھی لکھا تھا کہ ہجری قمری کے لحاظ سے 2005ء میں خلافت کو بھی سو سال پورے ہو رہے ہیں۔ اسکے بعد اب تو بہت سارے لوگوں نے اس طرف توجہ کی ہے، ہر ایک کو پتہ ہے۔ لیکن بہر حال اس لحاظ سے آج وصیت کے نظام کو سو سال پورا ہونے کے علاوہ قمری سال کے لحاظ سے خلافت احمدیہ کو بھی سو سال پورے ہو گئے ہیں۔ اور مَیں سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید کا یہ بھی ایک نشان ہے کہ باوجود اس کے کہ پہلے اس لحاظ سے سوچ کر یہاں آنے کا پروگرام نہیں بنا تھا اور باوجود ایسے حالات کے جن کو اتنے موافق نہیں کہہ سکتے، اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا فرمائے کہ دونوں لحاظ سے اس صدیوں کے پورا ہونے پر خلیفۂ وقت وہاں موجود ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ادنیٰ غلام وہاں موجود ہے جہاں سے یہ پیغام دنیا کو دیا گیا تھا۔ آج وہاں موجود ہے جہاں سے خلافتِ احمدیہ کا آغاز ہوا تھا۔ اللہ کرے جہاں نظامِ وصیت سے دنیا کے مالی نظام فائدہ اُٹھانے والے ہوں، جہاں غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کے حقوق قائم ہوں، جہاں محض اور محض خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے حقوق العباد کی ادائیگی ہو، جہاں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے کے اعلیٰ معیار قائم ہوں، وہاں تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے ہم میں سے ہر ایک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس خوشخبری کا بھی مصداق ٹھہرے کہ:

’’مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ براہینِ احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔‘‘ (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305-306)

پس اے مسیح محمدی کی سرسبز شاخو! خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے روشن، تابناک، چمکدار مستقبل کی ضمانت دی ہے۔ پس تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اُس سے فیض پاتے چلے جاؤ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درختِ وجود کی سرسبز اور ثمر دار شاخیں بنتے چلے جاؤ۔ آج تمام دنیا میں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اس مسیح محمدی کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے تم نے لہرانا ہے۔ آج اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو دنیا میں قائم کرنے کیلئے قربانیوں کے اعلیٰ معیار تم نے قائم کرنے ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے تقویٰ کی جڑ کو اپنے دلوں میں مضبوط کرتے ہوئے یہ سب کچھ حاصل کیا اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم نے بھی کرنا ہے تا کہ نسلاً بعد نسل اللہ تعالیٰ کے انعاموں سے حصہ پاتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر مَیں دوبارہ توجہ دلاتا ہوں کہ ان دنوں کو خاص طور پر بہت دعاؤں میں گزاریں، بہت دعاؤں میں گزاریں، بہت دعاؤں میں گزاریں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو، اللہ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کر لیں۔ دعا کر لیں۔ نعرے بند کریں اور دعا کر لیں۔ (دعا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 17/مئی 2013)

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

وہ دین دین نہیں ہے جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو

اور نہ وہ انسان انسان ہے جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 439)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہماری تعلیم کیا ہے؟

صرف اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ہدایت کا بتلا دینا ہے

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 295)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیماپوری، سابق امیر ضلع و افراد خاندان و مرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

نبیوں کا سردارؐ

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

بانی اسلام سرکار دو عالم سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان معجزانہ وایمان افروز سیرت وسوانح سے واقف ہونا ہر احمدی مرد عورت طلباء وطالبات کا فرض ہے۔ اس کیلئے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی کتاب ''نبیوں کا سردارؐ'' سے قسط وار مضمون پیش ہے۔ احباب خود بھی مطالعہ کریں اور اپنے گھر کے ہر فرد کیلئے اس کا مطالعہ یقینی بنائیں۔ (ادارہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کے حالاتِ زندگی

خدا تعالیٰ کا یہ ایک بہت بڑا نشان اور اِسلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان ثبوت ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات جتنے ظاہر ہیں اور کسی نبی کی زندگی کے حالات اتنے ظاہر نہیں۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس تفصیل کے نتیجہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جتنے اعتراض ہوئے ہیں اتنے اعتراض اور کسی نبی کے وجود پر نہیں ہوئے لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ ان اعتراضوں کے حل ہو جانے کے بعد جس طرح شرح صدر اور جس اخلاص سے ایک انسان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے محبت کر سکتا ہے اور کسی انسان کی ذات سے اتنی محبت ہرگز نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جن کی زندگیاں پوشیدہ ہوتی ہیں اُن کی محبت میں رخنہ پڑ جانے کا احتمال ہمیشہ رہتا ہے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تو ایک کھلی کتاب تھی۔ دشمن کے اعتراضات حل ہونے کے بعد کوئی ایسا کونہ نہیں رہتا جس پر سے مُڑنے کے بعد آپ کی زندگی کے متعلق ایک نیا زاویہ نگاہ ہمارے سامنے آسکتا ہو۔ نہ کوئی تہہ ایسی باقی رہتی ہے جس کے کھولنے کے بعد کسی اور قسم کی حقیقت ہم پر ظاہر ہوتی ہو۔ یہ امر ظاہر ہے کہ ایسے انسان کی زندگی کے حالات قرآن کریم کے دیباچہ میں ضمنی طور پر مختصراً بھی نہیں بیان کئے جا سکتے۔ صرف اُن کی طرف ایک خفیف سا اشارہ کیا جا سکتا ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ خفیف اشارہ بھی اِس سے بہتر رہے گا کہ میں اس مضمون کو ہی ترک کر دوں کیونکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے آسمانی کتب کو صحیح معنوں میں لوگوں کے دماغوں میں راسخ کرنے کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ اُس کے ساتھ اعلیٰ نمونہ بھی ہو اور سب سے اعلیٰ نمونہ وہی ہو سکتا ہے جس پر وہ کتاب نازل ہوئی ہو۔ یہ نقطہ باریک اور فلسفیانہ ہے اور بہت سے مذاہب نے تو اِس کی حقیقت کو سمجھا ہی نہیں۔ چنانچہ ہندو مذہب ویدوں کو پیش کرتا ہے مگر ویدوں کے لانے والے رشیوں اور منیوں کی تاریخ کے متعلق بالکل خاموش ہے۔ ہندو مذہب کے علماء اِس کی ضرورت کو آج تک بھی نہیں سمجھ سکے۔ اِسی طرح عیسائی اور یہودی علماء اور پادری بڑی بیبا کی سے کہہ دیتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے فلاں نبی میں فلاں نقص تھا اور فلاں نبی میں فلاں نقص تھا۔ وہ یہ بات نہیں سمجھ سکتے کہ جس شخص کو خدا تعالیٰ نے اپنے کلام کیلئے چنا جب وہ کلام اُس کی اصلاح نہیں کر سکا تو کسی دوسرے کی اصلاح کیا کرے گا اور اگر وہ شخص ایسا ہی نا قابل اصلاح تھا تو خدا تعالیٰ نے اُسے چنا کیوں؟ کیا وجہ ہے کہ کسی اور کو نہیں چن لیا؟ آخر خدا تعالیٰ کیلئے کیا مجبوری تھی کہ وہ زبور کیلئے داؤد کو چنتا۔ وہ بنی اسرائیل میں سے کسی اور انسان کا انتخاب کر سکتا تھا۔ پس یہ دونوں باتیں غیر معقول ہیں۔ یہ خیال کر لینا کہ خدا تعالیٰ نے جس پر کلام نازل کیا وہ کلام اُس کی اصلاح نہیں کر سکا یا یہ خیال کر لینا کہ خدا تعالیٰ نے ایک ایسے شخص کو چن لیا جو نا قابل اصلاح تھا یہ دونوں باتیں عقل کے بالکل خلاف ہیں۔ مگر بہر حال مختلف مذاہب میں اپنے منبع سے دوری کی وجہ سے اِس قسم کے غلط خیالات پیدا ہو گئے ہیں۔ یا یوں کہو کہ انسانی دماغ کی ترقی کے کامل نہ ہونے کے سبب سے پرانے زمانہ میں اِن چیزوں کی اہمیت کو سمجھا ہی نہیں گیا۔ مگر اِسلام میں شروع سے ہی اس امر کی اہمیت سمجھی گئی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت عائشہؓ تیرہ چودہ سال کی عمر میں آپ سے بیاہی گئیں اور کوئی سات سال کا عرصہ آپ کی صحبت میں رہیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو اُن کی عمر 21 سال تھی اور وہ پڑھی لکھی بھی نہیں تھیں لیکن باوجود اِس کے اُن پر یہ فلسفہ روشن تھا۔ ایک دفعہ آپ سے کسی نے سوال کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق تو کچھ فرمائیے تو آپ نے فرمایا كَانَ خُلُقُهٗ كُلُّهُ الْقُرْاٰنُ (مسند احمد بن حنبل، جلد 6، صفحہ 91، مطبوعہ بیروت 1313ھ) یعنی آپ کے اخلاق کا پوچھتے ہو جو کچھ آپ کہا کرتے تھے اُنہی باتوں کا قرآن کریم میں حکم ہے اور قرآن کریم کی لفظی تعلیم آپ کے عمل سے جداگانہ نہیں ہے۔ ہر خلق جو قرآن کریم میں بیان ہوا ہے اُس پر آپ کا عمل تھا اور ہر عمل جو آپ کرتے تھے اُسی کی قرآن کریم میں تعلیم ہے۔ یہ کیسی لطیف بات ہے۔ معلوم ہوتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اتنے وسیع اور اتنے اعلیٰ تھے کہ ایک نوجوان لڑکی جو تعلیم یافتہ بھی نہیں تھی اُس کی توجہ کو بھی اِس حد تک پھرانے میں کامیاب ہو گئے کہ ہندو، یہودی اور مسیحی فلسفی جس امر کی حقیقت کو نہ سمجھ سکے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس امر کی حقیقت کو پا گئیں اور ایک چھوٹے سے فقرہ میں آپ نے یہ لطیف فلسفہ بیان کر دیا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک راستباز اور مخلص انسان دنیا کو ایک تعلیم دے اور پھر اُس پر عمل نہ کرے یا خود ایک نیکی پر عمل کرے اور دنیا سے اُسے چھپائے اس لئے تمہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق معلوم کرنے کیلئے کسی تاریخ کی ضرورت نہیں۔ وہ ایک راستباز اور مخلص انسان تھے جو کہتے تھے وہ کرتے تھے اور جو کرتے تھے وہ کہتے تھے۔ ہم نے اُن کو دیکھا اور قرآن کریم کو سمجھ لیا۔ تم جو بعد میں آئے ہو قرآن پڑھو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھ لو۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے وقت عرب کی حالت

بت پرستی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس زمانہ میں پیدا ہوئے اُس زمانہ کے حالات کو بھی آپ کے حالات کا ایک حصہ ہی سمجھنا چاہئے کیونکہ اِسی پس پردہ کو مدنظر رکھ کر آپ کی زندگی کے حالات کی حقیقت کو انسان اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ آپ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور آپ کی پیدائش شمسی حساب سے اگست 570ء میں بنتی ہے۔ آپ کی پیدائش پر آپ کا نام محمد رکھا گیا جس کے معنے تعریف کئے گئے کے ہیں۔ جب آپ پیدا ہوئے اُس وقت تمام کا تمام عرب سوائے چند مستثنیات کے مشرک تھا۔ یہ لوگ اپنے آپ کو ابراہیمؑ کی نسل میں سے قرار دیتے تھے اور یہ بھی مانتے تھے کہ ابراہیمؑ مشرک نہیں تھے لیکن اِس کے باوجود وہ شرک کرتے تھے اور دلیل یہ دیتے تھے کہ بعض انسان ترقی کرتے کرتے خدا تعالیٰ کے ایسے قریب ہو گئے ہیں کہ اُن کی شفاعت خدا تعالیٰ کی درگاہ میں ضرور قبول کی جاتی ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ کا وجود بہت بلند شان والا ہے اُس تک پہنچنا ہر ایک انسان کا کام نہیں کامل انسان ہی اُس تک پہنچ سکتے ہیں اس لئے عام انسانوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ کوئی نہ کوئی وسیلہ بنائیں اور اس وسیلہ کے ذریعے سے خدا تعالیٰ کی رضامندی اور مدد حاصل کریں۔ اس عجیب وغریب عقیدہ کی رو سے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو موحّد مانتے ہوئے اپنے لئے شرک کا جواز بھی پیدا کر لیتے تھے۔ ابراہیمؑ بڑا پاکباز تھا۔ وہ خدا کے پاس براہ راست پہنچ سکتا تھا مگر مکہ کے لوگ اس درجہ کے نہیں تھے اس لئے انہیں بعض بڑی ہستیوں کو وسیلہ بنانے کی ضرورت تھی جس غرض کے حصول کیلئے وہ ان ہستیوں کے بُتوں کی عبادت کرتے تھے اور اس طرح بخیالِ خود اُن کو خوش کر کے خدا تعالیٰ کے دربار میں اپنا وسیلہ بنا لیتے تھے۔ اس عقیدہ میں جو نقائص اور بے جوڑ حصے ہیں اُن کے حل کرنے کی طرف اُن کا ذہن کبھی گیا ہی نہیں تھا کیونکہ کوئی موحّد معلم ان کو نہیں ملا تھا۔ جب شرک کسی قوم میں شروع جاتا ہے تو پھر بڑھتا ہی چلا جاتا ہے ایک سے دو بنتے ہیں اور دو سے تین۔ چنانچہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت خانہ کعبہ میں (جو اب مسلمانوں کی مقدس مسجد ہے اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کا بنایا ہوا عبادت خانہ ہے) مؤرخین کے قول کے مطابق تین سَو ساٹھ بُت تھے گویا قمری مہینوں کے لحاظ سے ہر دن کیلئے ایک علیحدہ بُت تھا۔ اِن بُتوں کے علاوہ اِرد گرد کے علاقوں کے بڑے بڑے قصبات میں اور بڑی بڑی اقوام کے مراکز میں علیحدہ بُت تھے گویا عرب کا چپہ چپہ شرک میں مبتلا ہو رہا تھا۔ عرب لوگوں میں زبان کی تہذیب اور اصلاح کا خیال بہت زیادہ تھا انہوں نے اپنی زبان کو زیادہ سے زیادہ علمی بنانے کی کوشش کی مگر اس کے سوا اُن کے نزدیک علم کے کوئی معنی نہ تھے۔ تاریخ، جغرافیہ، حساب وغیرہ علوم میں سے کوئی ایک علم بھی وہ نہ جانتے تھے۔ ہاں بوجہ صحراء کی رہائش اور اس میں سفر کرنے کے علم ہیئت کے ماہر تھے۔ سارے عرب میں ایک مدرسہ بھی نہ تھا۔ مکہ مکرمہ میں کہا جاتا ہے کہ صرف چند گنتی کے آدمی پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ اخلاقی لحاظ سے عرب ایک عجیب متضاد قوم تھی۔ اُن میں بعض نہایت ہی خطرناک گناہ پائے جاتے تھے اور بعض ایسی نیکیاں بھی پائی جاتی تھیں کہ جو اُن کی قوم کے معیار کو بہت بلند کر دیتی تھیں۔

شراب نوشی اور قمار بازی

عرب شراب کے سخت عادی تھے اور شراب کے نشہ میں بے ہوش ہو جانا یا بکواس کرنے لگنا اُن کے نزدیک عیب نہیں بلکہ خوبی تھا۔ ایک شریف آدمی کی شرافت کی علامتوں میں سے یہ بھی تھا کہ وہ اپنے دوستوں اور ہمسائیوں کو خوب شراب پلائے۔ امراء کیلئے دن کے پانچ وقتوں میں شراب کی مجلسیں لگانا ضروری تھا۔ جُوا اُن کی قومی کھیل تھی مگر اُس کو انہوں نے ایک فن بنا لیا تھا۔ وہ جوا اس لئے نہیں کھیلتے تھے کہ اپنے اموال بڑھائیں بلکہ جوئے کو انہوں نے سخاوت اور بڑائی کا ذریعہ بنایا ہوا تھا۔ مثلاً جُوا کھیلنے والوں میں یہ معاہدہ ہوتا تھا کہ جو جیتے وہ جیتے ہوئے مال سے اپنے دوستوں اور اپنی قوم کی دعوتیں کرے۔ جنگوں کے موقع پر جوئے کو ہی روپیہ جمع کرنے کا ذریعہ بنایا جاتا تھا۔ جنگ کے ایام میں آجکل بھی لاٹری کا رواج بڑھ رہا ہے مگر یورپ اور امریکہ کے لاٹری بازوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس ایجاد کا سہرا عربوں کے سر ہے۔ جب کبھی جنگ ہوتی تھی تو عرب قبائل آپس میں جُوا کھیلتے تھے اور جو جیتتا تھا وہ جنگ کے اکثر اخراجات اُٹھاتا تھا۔ غرض دنیا کی دوسری آسائشوں اور سہولتوں سے محروم ہونے کا بدلہ عربوں نے شراب اور جوئے سے لیا تھا۔ (جاری)

(نبیوں کا سردارؐ صفحہ 1 تا 6، مطبوعہ قادیان 2013ء)

......☆......☆......☆......

نماز جنازہ

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 6/فروری 2020ء کو نماز ظہر سے قبل مسجد مبارک (اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو.کے) کے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم سید مطیع اللہ صادق صاحب

ابن مکرم سید صادق علی صاحب (یو.کے)

4/فروری 2020ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی توفیق پائی۔ مرحوم نے ابتدائی تعلیم مدرسہ احمدیہ قادیان سے حاصل کی اور پھر ربوہ شفٹ ہوگئے۔ 1957ء میں ربوہ سے یو کے آگئے اور مسجد فضل کے قریب رہائش اختیار کی۔ یو کے جماعت میں مختلف خدمتوں کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، جماعت کے ساتھ وفا کا تعلق رکھنے والے ایک مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم سید مجیب اللہ صادق صاحب (رضا کار کارکن آفس امیر صاحب یو.کے) کے بڑے بھائی تھے۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم احمد بن ابراہیم المعضمانی صاحب (سیریا)

8/جنوری 2020ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1952ء میں دمشق میں پیدا ہوئے۔ بڑے خود دار اور پرہیز گار انسان تھے۔ کبھی کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا اور نہ ہی کسی پر بوجھ بنے۔ ہمیشہ نہایت محنت سے کما کر بال بچوں کا پیٹ پالتے تھے۔ بہت مہمان نواز، شفیق اور ہمدرد انسان تھے۔ جب بیٹی نے 2003ء میں بیعت کا فیصلہ کیا تو اس کی حوصلہ افزائی کی اور مبارک باد دی اور پھر ایک سال بعد خود بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں آگئے۔ اس کے بعد آپ نے ہر مخالفت اور بدسلوکی کو برداشت کیا اور ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دفاع کیا۔ ایک دفعہ آپ کے ایک بیٹے نے کہا کہ اگر کوئی احمدی آپ کو ملنے گھر پر آیا تو میں گھر چھوڑ دوں گا۔ اس پر انہوں نے غصہ سے کہا کہ جہاں چاہتے ہو چلے جاؤ میں تو اپنے گھر میں احمدیوں کا رات دن استقبال کروں گا۔ اس کے بعد پھر سب بچوں کو ہی بیعت کی توفیق مل گئی۔ جب بچوں نے شام کے حالات کی بنا پر وہاں سے ہجرت کا فیصلہ کیا تو کہنے لگے کہ تم لوگ چلے جاؤ کیونکہ تمہیں یہاں سے نکلنے کی زیادہ ضرورت ہے مگر میں یہیں رہوں گا۔ چنانچہ آپ اہلیہ اور ایک بیٹے کے ساتھ شام میں ہی رہے۔ ساری عمر نہایت خودداری سے زندگی گزاری۔ پسماندگان میں اہلیہ مکرمہ سلویٰ الشربجی صاحبہ کے علاوہ 4 بیٹے اور 3 بیٹیاں شامل ہیں۔

(2) مکرم چوہدری طاہر احمد باجوہ صاحب

ابن مکرم غلام احمد باجوہ صاحب

(امیر حلقہ وصدر جماعت داتا زیدکا)

7/اکتوبر 2019ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند، بڑے صلح جو، دھیمے مزاج کے مالک، سب کے خیر خواہ اور ہمدرد انسان تھے۔ رائس مل کے مالک تھے لیکن سب ملازموں کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے پڑدادا مکرم عالم بخش صاحب ابن مکرم محمد بخش حاحب کے ذریعہ آئی۔ جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ آپ کے دو بھائی واقفین زندگی ہیں۔ جن میں سے مکرم منصور احمد باجوہ صاحب (مربی سلسلہ) بحریہ ٹاؤن راولپنڈی میں اور مکرم مظفر احمد باجوہ صاحب (مربی سلسلہ) ضلع ساہیوال میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

(3) مکرم رضوان اللہ حسن صاحب

(لوکل معلم، نائیجیریا)

3 ماہ بیمار رہنے کے بعد 6 جنوری 2020ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم 2004ء میں جامعۃ المبشرین نائیجیریا میں داخل ہوئے اور 2007ء میں معلم کی ڈگری مکمل کرنے کے بعد Lafiagi جماعت میں تقرر ہوا جہاں بارہ سال خدمت کی توفیق پائی۔ بڑی تعداد میں احمدی اور غیر احمدی بچوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ تہجد اور پنجوقتہ نمازوں کے پابند، قربانی کا جذبہ رکھنے والے ایک نیک انسان تھے۔ بہت ہنس مکھ، معاملہ فہم اور اچھی طبیعت کے مالک تھے۔ ہر ایک کے ساتھ عزت اور احترم سے پیش آتے اور جماعت کیلئے سب کچھ قربان کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ خلافت احمدیہ کے ساتھ بہت عقیدت کا تعلق تھا۔ آپ نے جماعت کو زندگی وقف کرنے کی تلقین کی۔ آپ کی کوششوں سے ہی آج کل ایک نوجوان خادم جامعۃ المبشرین میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ پسماندگان میں اہلیہ، 3 بچے، والدین اور بہن بھائی شامل ہیں۔

(4) مکرم افضال احمد عابد صاحب

(سابق صدر جماعت Plaidt نوئے ویڈ، جرمنی)

5/جنوری 2020ء کو 63 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے پڑدادا حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی حضرت چوہدری مولا بخش صاحب کے ذریعہ آئی۔ مرحوم نے 11 سال تک لوکل صدر کے علاوہ نوئے ویڈ میں سیکرٹری تربیت، سیکرٹری تبلیغ، سیکرٹری امور عامہ اور زعیم انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ ہر مالی تحریک میں ذوق و شوق سے حصہ لینے کے علاوہ صدقہ و خیرات بھی کیا کرتے تھے۔ خلافت سے گہرا محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ دعوت الی اللہ کا جوش وجذبہ بھی مثالی تھا۔ ہر تبلیغی پروگرام میں ضرور شامل ہوتے تھے۔ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، صاف گو، وعدوں کا پاس رکھنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 3 بیٹے اور 3 بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم اقبال احمد منیر صاحب (مربی سلسلہ گلشن جامی کراچی) کے بڑے بھائی، مکرم مغفور احمد منیب صاحب (انچارج جاپانی ڈیسک ربوہ) کے برادر نسبتی اور مکرم فرید احمد نوید صاحب (پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل غانا) کے چچازاد بھائی تھے۔

(5) مکرمہ امیر بیگم صاحبہ

اہلیہ مکرم چوہدری محمد شفیع صاحب فیروز پوری (ربوہ)

18/دسمبر 2019ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے دادا حضرت مولوی محمد علی صاحب اور والد حضرت میاں اکبر علی صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ میں سے تھے۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، غریب پرور، عاجزانہ مزاج رکھنے والی ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ چندہ جات اور دیگر مالی تحریکات میں حصہ لینے کے علاوہ مساجد کیلئے بھی دل کھول کر چندہ دیتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور تین بیٹے شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

خطبہ نکاح

فرمودہ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 19/اگست 2018ء بروز اتوار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاح کا اعلانفرمایا۔ تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

آج میں جن نکاحوں کا اعلان کروں گا ان میں پہلا نکاح عزیزہ حنا شمسی کا ہے جو لیاقت شمسی صاحب (لندن) کی بیٹی ہیں۔ ان کا نکاح عزیزم عاصم اقبال ہاشمی ابن قیصر اقبال ہاشمی صاحب کے ساتھ تین ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ جنہوں نے اس سال جامعہ احمدیہ یو کے سے شاہد پاس کیا ہے۔ حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروانے کے بعد فرمایا:

دوسرا نکاح عزیزہ نائلہ احمد کا ہے جو مبارک احمد صاحب (کینیڈا) کی بیٹی ہیں۔ یہ نکاح عزیزم نصر احمد ارشد (جامعہ احمدیہ یو کے کے طالب علم) کے ساتھ تین ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ یہ محمد ارشد صاحب کے بیٹے ہیں۔

لڑکی کی طرف سے عبدالباسط صاحب ان کے وکیل مقرر ہیں۔ فریقین میں ایجاب وقبول کروانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یہ جو دونوں رشتے طے پائے ہیں۔ ایک مربی بن چکے ہیں دوسرے بن رہے ہیں۔ ان دونوں کو اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر خاص طور پر غور کرتے رہنا چاہیے اور عائلی معاملات میں بھی اس کی بہت ضرورت ہے کہ تقویٰ پر قائم ہوتے ہوئے اپنے رشتے نبھاؤ۔

اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے کہ یہ تقویٰ پر قائم رہنے والے ہوں۔ آپس کے تعلقات میں بھی ایک دوسرے پر اعتماد کرنے والے ہوں اور آئندہ نسلوں کی بھی صحیح تربیت کرنے والے ہوں۔ اب دعا کرلیں۔

اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ رشتے بابرکت فرمائے۔

دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نکاحوں کے فریقین کو مبارک باد دیتے ہوئے شرف مصافحہ سے نوازا۔

مرتبہ: ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ

انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی۔ایس لندن

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 16/جون 2020)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ آپ علیہ السلام کی تحریروں کو پڑھے، ان پر غور کرے اور ان پر عمل کرے

(پیغام برموقع جلسہ سالانہ گیمبیا 2019)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

یہ بہت ضروری ہے کہ ہم اپنی روحانی حالت کو اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرکے بہتر کریں

(پیغام برموقع جلسہ سالانہ گیمبیا 2019)

طالب دعا: ناصر احمد ایم۔بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم۔اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان اور نہایت ایمان افروز سیرت و سوانح سے قسط وار مضمون قارئین کی خدمت میں اس شمارہ سے پیش کیا جارہا ہے۔ احباب خود بھی التزام کے ساتھ اس کا مطالعہ کریں اور اپنے گھر کے تمام افراد کیلئے اس کا مطالعہ یقینی بنائیں تا کہ ہر احمدی مرد، عورت، بچے، بچیاں امام الزمان مسیح موعود و مہدی معہود کی سیرت سے واقف اور آگاہ ہو اور اس سے ان کے ایمان میں ترقی ہو۔ لہٰذا اس سلسلہ میں قسط وار مضمون کی اشاعت کیلئے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے کتاب سیرۃُ المہدی مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیا گیا ہے، جو روایت کی صورت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر ایک نہایت دلچسپ ایمان افروز اور مستند کتاب ہے۔ احباب التزام کے ساتھ اس مضمون سے استفادہ کریں۔ (ادارہ)

سبحان اللہ بہت پڑھتے تھے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ ان سے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہ مجھے معلوم ہوا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یا فرمایا کہ بتایا گیا ہے مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم بہت پڑھنا چاہئے۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ اس وجہ سے آپ اسے بہت کثرت سے پڑھتے تھے حتّٰی کہ رات کو بستر پر کروٹ بدلتے ہوئے بھی یہی کلمہ آپ کی زبان پر ہوتا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے جب یہ روایت مولوی شیر علی صاحب سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ میں نے بھی دیکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سبحان اللہ بہت پڑھتے تھے اور مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو استغفار پڑھتے کبھی نہیں سُنا۔ نیز خاکسار اپنا مشاہدہ عرض کرتا ہے کہ میں نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سبحان اللہ پڑھتے سنا ہے۔ آپ بہت آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر اور سکون اور اطمینان اور نرمی کے ساتھ یہ الفاظ زبان پر دہراتے تھے اس طرح کہ گویا ساتھ ساتھ صفات باری تعالیٰ پر بھی غور فرماتے جاتے ہیں۔

ہر وقت باوضو رہتے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عام طور پر ہر وقت باوضو رہتے تھے جب کبھی رفع حاجت سے فارغ ہو کر آتے تھے وضو کر لیتے تھے سوائے اس کے کہ بیماری یا کسی اور وجہ سے آپ رُک جاویں۔

دو قسم کے نوافل پڑھا کرتے تھے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز پنجگانہ کے سوا عام طور پر دو قسم کے نوافل پڑھا کرتے تھے ایک نماز اشراق (دو یا چار رکعات) جو آپ کبھی کبھی پڑھتے تھے اور دوسرے نماز تہجد (آٹھ رکعات) جو آپ ہمیشہ پڑھتے تھے سوائے اس کے کہ آپ زیادہ بیمار ہوں لیکن ایسی صورت میں بھی آپ تہجد کے وقت بستر پر لیٹے لیٹے ہی دعا مانگ لیتے تھے۔ اور آخری عمر میں بوجہ کمزوری کے عموماً بیٹھ کر نماز تہجد ادا کرتے تھے۔

صبح کی نماز کے بعد تھوڑی دیر کیلئے سوجاتے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عام طور پر صبح کی نماز کے بعد تھوڑی دیر کیلئے سوجاتے تھے کیونکہ رات کا زیادہ حصّہ آپ جاگ کر گزارتے تھے جس کی وجہ یہ تھی کہ اوّل تو آپ کو اکثر اوقات رات کے وقت بھی مضامین لکھنے پڑتے تھے جو آپ عموماً بہت دیر تک لکھتے تھے دوسرے آپ کو پیشاب کیلئے بھی کئی دفعہ اُٹھنا پڑتا تھا اس کے علاوہ نماز تہجد کیلئے بھی اُٹھتے تھے۔ نیز والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت صاحب مٹی کے تیل کی روشنی کے سامنے بیٹھ کر کام کرنا ناپسند کرتے تھے اور اس کی جگہ موم بتیاں استعمال کرتے تھے۔ ایک زمانہ میں کچھ عرصہ گیس کا لیمپ بھی استعمال کیا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ عادت تھی کہ کئی کئی موم بتیاں جلا کر سامنے رکھوا لیتے تھے اگر کوئی بتی بجھ جاتی تھی تو اس کی جگہ اور جلا لیتے تھے اور گھر میں عموماً موم بتیوں کے بنڈل منگوا کر ذخیرہ رکھوا لیتے تھے۔ خاکسار کو یاد ہے کہ ایک دفعہ اس دالان میں جو بیت الفکر کے ساتھ ملحق شمال کی طرف ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام شمالی دیوار کے پاس پلنگ پر بیٹھے ہوئے شاید کسی کام میں مصروف تھے اور پاس موم کی بتیاں جلی رکھی تھیں۔ حضرت والدہ صاحبہ بتیوں کے پاس سے گزریں تو پشت کی جانب سے انکی اوڑھنی کے کنارے کو آگ لگ گئی اور ان کو کچھ خبر نہ تھی۔ حضرت مسیح موعود نے دیکھا تو جلدی سے اُٹھ کر اپنے ہاتھ سے آگ بجھائی۔ اس وقت والدہ صاحبہ کچھ گھبرا گئی تھیں۔

سنتیں گھر میں ادا کرتے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فریضہ نماز کی ابتدائی سنتیں گھر میں ادا کرتے تھے اور بعد کی سنتیں بھی عموماً گھر میں اور کبھی کبھی مسجد میں پڑھتے تھے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ حضرت صاحب نماز کو لمبا کرتے تھے یا خفیف؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ عموماً خفیف پڑھتے تھے۔

ایک معجزہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے باغ میں پھر رہے تھے جب آپ سنگترہ کے ایک درخت کے پاس سے گزرے تو میں نے (یعنی والدہ صاحبہ نے) یا کسی اور نے کہا کہ اس وقت تو سنگترہ کو دل چاہتا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کیا تم نے سنگترہ لینا ہے؟ والدہ صاحبہ نے یا اس شخص نے کہا کہ ہاں لینا ہے۔ اس پر حضرت صاحب نے اس درخت کی شاخوں پر ہاتھ مارا اور جب آپ کا ہاتھ شاخوں سے الگ ہوا تو آپ کے ہاتھ میں ایک سنگترہ تھا اور آپ نے فرمایا یہ لو۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے دریافت کیا کہ وہ سنگترہ کیسا تھا؟ والدہ صاحبہ نے کہا زرد رنگ کا پکا ہوا سنگترہ تھا۔ میں نے پوچھا۔ کیا پھر آپ نے اسے کھایا؟ والدہ صاحبہ نے کہا یہ مجھے یاد نہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ حضرت صاحب نے کس طرح ہاتھ مارا تھا؟ اس پر والدہ صاحبہ نے اس طرح ہاتھ مار کر دکھایا اور کہا کہ جس طرح پھل توڑنے والے کا ہاتھ درخت پر ٹھہرتا ہے اس طرح آپ کا ہاتھ شاخوں پر نہیں ٹھہرا بلکہ آپ نے ہاتھ مارا اور فوراً لوٹا لیا۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ کیا اس وقت سنگترہ کا موسم تھا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں اور وہ درخت بالکل پھل سے خالی تھا۔ خاکسار نے یہ روایت مولوی شیر علی صاحب کے پاس بیان کی تو انہوں نے کہا کہ میں نے یہ روایت حضرت خلیفہ ثانی ؓ سے بھی سنی ہے۔ آپ بیان کرتے تھے کہ حضرت صاحب نے میرے کہنے پر ہاتھ مارا اور سنگترہ دیا تھا۔

بادل ایک ایک ٹکڑا مسلسل سایہ فگن رہا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب میں کسی سفر سے واپس قادیان آرہا تھا تو میں نے بٹالہ پہنچ کر قادیان کیلئے یکہ کرایہ پر کیا۔ اس یکہ میں ایک ہندو سواری بھی بیٹھنے والی تھی جب ہم سوار ہونے لگے تو وہ ہندو جلدی کر کے اُس طرف چڑھ گیا جو سورج کے رُخ سے دوسری جانب تھی اور مجھے سورج کے سامنے بیٹھنا پڑا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ جب ہم شہر سے نکلے تو ناگاہ بادل کا ایک ٹکڑا اُٹھا اور میرے اور سورج کے درمیان آگیا اور ساتھ ساتھ آیا۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے دریافت کیا کہ کیا وہ ہندو پھر کچھ بولا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا یاد پڑتا ہے کہ حضرت صاحب نے فرمایا تھا کہ پھر اس ہندو نے بہت معذرت کی اور شرمندہ ہوا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ وہ گرمی کے دن تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہی روایت مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے بھی بیان کی ہے۔ انہوں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ واقعہ سنا تھا۔ صرف یہ اختلاف ہے کہ مولوی صاحب نے بٹالہ کی جگہ امرتسر کا نام لیا اور یقین ظاہر کیا اس بات پر کہ اس ہندو نے اس خارق عادت امر کو محسوس کیا تھا اور بہت شرمندہ ہوا تھا۔

آپ بے شک اندر آجائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ کسی مقدمہ کے واسطے میں ڈلہوزی پہاڑ پر جارہا تھا راستہ میں بارش آگئی مَیں اور میرا ساتھی یکہ سے اُتر آئے اور ایک پہاڑی آدمی کے مکان کی طرف گئے جو راستہ کے پاس تھا۔ میرے ساتھی نے آگے بڑھ کر مالک مکان سے اندر آنے کی اجازت چاہی مگر اس نے روکا اس پر ان کی باہم تکرار ہوگئی اور مالک مکان تیز ہوگیا اور گالیاں دینے لگا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ میں یہ تکرار سن کر آگے بڑھا۔ جونہی میری اور مالک مکان کی آنکھیں ملیں تو پیشتر اسکے کہ میں کچھ بولوں اس نے اپنا سر نیچے ڈال لیا اور کہا کہ اصل میں بات یہ ہے کہ میری ایک جوان لڑکی ہے اس لئے میں اجنبی آدمی کو گھر میں نہیں گھسنے دیتا مگر آپ بے شک اندر آجائیں۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ وہ ایک اجنبی آدمی تھا نہ میں اسے جانتا تھا اور نہ وہ مجھے جانتا تھا۔

جونہی قدم باہر رکھا چھت گرگئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ جب میں کسی سفر میں تھا۔ رات کے وقت ہم کسی مکان میں دوسری منزل پر چوبارہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اسی کمرے میں سات آٹھ اور آدمی بھی ٹھہرے ہوئے تھے۔ جب سب سو گئے اور رات کا ایک حصّہ گزر گیا تو مجھے کچھ ٹک ٹک کی آواز آئی اور میرے دل میں یہ خدشہ پیدا ہوا کہ اس کمرے کی چھت گرنے والی ہے۔ اس پر میں نے اپنے ساتھی مسیتا بیگ کو آواز دی کہ مجھے خدشہ ہے کہ چھت گرنے والی ہے۔ اس نے کہا میاں یہ تمہارا وہم ہے نیا مکان بنا ہوا ہے اور بالکل نئی چھت ہے آرام سے سو جاؤ۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ میں پھر لیٹ گیا لیکن تھوڑی دیر کے بعد پھر وہی ڈر میرے دل پر غالب ہوا میں نے پھر اپنے ساتھی کو جگایا مگر اس نے پھر اسی قسم کا جواب دیا میں پھر ناچار لیٹ گیا مگر پھر میرے دل پر شدت کے ساتھ یہ خیال غالب ہوا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا شہتیر ٹوٹنے والا ہے۔ میں پھر گھبرا کر اُٹھا اور اس دفعہ سختی کے ساتھ اپنے ساتھی کو کہا کہ میں جو کہتا ہوں کہ چھت گرنے والی ہے اُٹھو، تو تم اُٹھتے کیوں نہیں۔ اس پر ناچار وہ اُٹھا اور باقی لوگوں کو بھی ہم نے جگا دیا پھر میں نے سب کو کہا کہ جلدی باہر نکل کر نیچے اُتر چلو۔ دروازے کے ساتھ ہی سیڑھی تھی میں دروازے میں کھڑا ہو گیا اور وہ سب ایک ایک کر کے نکل کر اُترتے گئے۔ جب سب نکل گئے تو حضرت صاحب فرماتے تھے کہ پھر میں نے قدم اُٹھایا ابھی میرا قدم شاید آدھا باہر اور آدھا دہلیز پر تھا کہ یک لخت چھت گری اور اس زور سے گری کہ نیچے کی چھت بھی ساتھ ہی گر گئی حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم نے دیکھا کہ جن چارپائیوں پر ہم لیٹے ہوئے تھے وہ ریزہ ریزہ ہوگئیں۔ خاکسار نے حضرت والدہ صاحبہ سے دریافت کیا کہ مسیتا بیگ کون تھا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ وہ تمہارے دادا کا ایک دور نزدیک سے رشتہ دار تھا اور کارندہ بھی تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اس روایت کو ایک دفعہ اس طرح پر بیان کیا تھا کہ یہ واقعہ سیالکوٹ کا ہے جہاں آپ ملازم تھے اور یہ کہ حضرت مسیح موعود فرماتے تھے کہ اس وقت میں یہی سمجھتا تھا کہ یہ چھت بس میرے باہر نکلنے کا انتظار کر رہی ہے اور نیز حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے بیان کیا کہ اس کمرہ میں اس وقت چند ہندو بھی تھے جو اس واقعہ سے حضرت صاحب کے بہت معتقد ہوگئے۔

(سیرۃُ المہدی، جلد 1، صفحہ 3 تا 7، مطبوعہ قادیان 2007)

مَیں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 29 مئی 2020 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر کس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرمایا تھا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مَیں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے۔ ان میں ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے۔

سوال حضور انور نے جماعت کی اِکائی اور وحدت کی کیا نشانی اور ضمانت بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعودؑ سے صدق و اخلاص اور تعلق و محبت صرف پرانے احمدی خاندانوں تک ہی محدود نہیں بلکہ آپ سے اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق اس کی نچلی کڑی سے بھی اتنا ہی مضبوط تعلق ہے اور یہی تعلق ہے جو جماعت کی اکائی اور وحدت کی نشانی اور ضمانت ہے۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دنیا سے رخصت ہونے اور خلافت کے جاری ہونے کے متعلق کیا خبر دی؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔

سوال جماعت میں خلافت کا نظام کس طرح قائم و دائم رہ سکتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: نظام خلافت کا جاری ہونا ہی کوئی حقیقت نہیں رکھتا جب تک خلیفۂ وقت اور افرادِ جماعت کے درمیان اخلاص و وفا اور ارادت و مودّت کا تعلق نہ ہو۔

سوال حکیم محمد حسین صاحب قریشی نے حضرت خلیفة المسیح الاوّل کے لیے کیا دعا کی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: انہوں نے دعا کی کہ اے مولا! حضرت نوحؑ کی زندگی کی ضرورتیں تو مختص المقام تھیں اور اب جو ضرورتیں پیش ہیں ان کو بس تُو ہی جانتا ہے۔ ہماری عرض قبول کر اور ہمارے امام کو نوح کی سی عمر عطا کر۔

سوال میاں محمد بخش صاحب نے 1911ء میں ایڈیٹر بدر کو کیا خط لکھا تھا؟

جواب میاں محمد بخش صاحب نے ایڈیٹر بدر کو لکھا کہ آپ قادیان کی اخبار کی ذیل میں حضرت خلیفة المسیح کے متعلق جو سرخی قائم کرتے ہیں اس میں صرف خلیفة المسیح کے الفاظ نہ ہوں بلکہ سرخی میں ہی آپ کی صحت و عافیت کے متعلق کوئی لفظ اشارہ کرتا ہو کیونکہ بدر کو کھولنے کے وقت سب سے اوّل جن الفاظ کو ہماری مشتاق نگاہیں تلاش کرنے کو دوڑتی ہیں وہ اسی سرخی کے الفاظ ہیں۔

سوال حضور انور نے حضرت ابو عبداللہ صاحب کی حضرت خلیفة المسیح الاوّل سے عقیدت کا کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابو عبداللہ صاحب نے ایک دن حضرت خلیفة المسیح الاول ؓ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ حضرت خلیفة المسیح الاول ؓ نے فرمایا کہ مَیں نہیں سمجھتا کوئی چیز کرنے کی ہو اور آپ کر نہ چکے ہوں۔ اب تو حفظ قرآن ہی باقی ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفة المسیح الاول ؓ کی بات سن کر تقریباً پینسٹھ سال کی عمر میں انہوں نے قرآن کریم حفظ کرنا شروع کیا اور باوجود اتنی عمر ہونے کے حافظ قرآن ہو گئے۔

سوال 1923ء میں جب شدھی نے زور پکڑا تو حضرت مصلح موعودؓ نے کیا تحریک فرمائی اور جماعت نے اس پر کیا ردّ عمل دکھایا؟

جواب حضرت خلیفة المسیح الثانی ؓ کے زمانے میں 1923ء میں ملکانے کے علاقے میں جب شدھی نے زور پکڑا تو یہ حالت دیکھ کر حضرت مصلح موعودؓ نے 9/ مارچ کو خطبہ جمعہ میں احمدیوں کو اپنے خرچ پر ان علاقوں میں جانے اور دعوت الی اللہ کے ذریعے ان مرتدین کو واپس لانے کا منصوبہ جماعت کے سامنے رکھا۔ اس تحریک پہ جماعت نے والہانہ لبیک کہا۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ سرکاری ملازمین، اساتذہ، تُجّار غرضیکہ ہر طبقے سے فدائی ان علاقوں میں دعوت الی اللہ کرتے رہے اور ان کی مساعی کے نتیجہ میں ہزاروں روحیں ایک بار پھر خدائے واحد کا کلمہ پڑھنے لگیں۔

سوال محترم قاری نعیم الدین صاحب بنگالی نے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں کس اخلاص و وفا کا اظہار کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: قاری نعیم الدین صاحب نے حضرت خلیفة المسیح الثانی ؓ سے عرض کیا کہ اگر میرے دونوں بیٹے خدا کی راہ میں کام کرتے ہوئے مارے بھی جائیں تو اس پر میں ایک بھی آنسو نہیں گراؤں گا بلکہ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کروں گا۔ یہی نہیں! میرا تیسرا بیٹا بھی اگر خدمت دین کرتا ہوا مارا جائے اور اگر میرے دس بیٹے اَور ہوں اور وہ بھی مارے جائیں تو بھی میں کوئی غم نہیں کروں گا۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے ایک نوجوان کے اخلاص و وفا کا کیا ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضرت خلیفة المسیح الثانی ؓ نے فرمایا کہ ایک نوجوان میری تحریک کو سن کر بغیر پاسپورٹ کے ہی افغانستان جا پہنچا اور تبلیغ شروع کر دی۔ حکومت نے اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تو وہاں قیدیوں اور افسروں کو تبلیغ کرنے لگا۔ آخر افسروں نے رپورٹ کی کہ یہ تو قید خانہ میں بھی اثر پیدا کر رہا ہے۔ ملانوں نے قتل کا فتویٰ دیا مگر وزیر نے کہا کہ یہ انگریزی رعایا ہے اسے ہم قتل نہیں کر سکتے اور واپس بھیج دیا۔ میں نے اسے کہا کہ تم نے غلطی کی، اَور بہت ممالک تھے جہاں تم جا سکتے تھے تو وہ فوراً بول اٹھا کہ اب آپ کوئی ملک بتا دیں مَیں وہاں چلا جاؤں گا۔

سوال حضور انور نے سسٹر نعیمہ لطیف صاحبہ کا خلافت سے محبت کا کیا ایمان فروز واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ان کو خلافت اور خلیفۂ وقت سے عشق کی حد تک پیار تھا اور خلیفۂ وقت کی اطاعت کو اولین ترجیح دیتیں۔ حضرت خلیفة المسیح الثالثؒ کے امریکہ کے دورے کے دوران پردے کی اہمیت پر آپ کا خطاب سن کر اسی وقت حجاب لے لیا۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم مہر مختار احمد صاحب آف باگڑ سرگانہ کے اخلاص و وفا کا کیا ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مکرم مہر مختار احمد صاحب آف باگڑ سرگانہ نے مخالفت کی وجہ سے اپنے گاؤں کی زمین بیچ کر ربوہ کے ماحول میں ٹھیکہ پر زمین لے لی اور کاشت کرنے لگے۔ حضرت خلیفة المسیح الثالثؒ کو جب معلوم ہوا تو آپ نے اسے پسند نہیں فرمایا کہ اپنے علاقے کو خالی نہیں چھوڑنا تھا۔ اس پر مختار صاحب کھڑی فصل چھوڑ کر واپس اپنے وطن چلے گئے اور مہنگے داموں پر اپنی زمین خریدی۔ حضور رحمہ اللہ اس بات پر بڑے خوش ہوئے۔

سوال حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ نے جب افراد جماعت کو بعض خرابیوں کی طرف توجہ دلائی تو جماعت نے کس والہانہ انداز میں حضور کی نصائح پر عمل کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضور رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ایک خطبے میں اعلان کیا تھا کہ بعض گندی رسمیں راہ پا رہی ہیں، ان کو پنپنے نہ دیں۔ مجھے جو خطوط ملے ان سے میرا دل خدا کے حضور سجدہ ریز ہوا کہ وہ لوگ جو بعض بدیوں میں مبتلا تھے انہوں نے صاف لکھا کہ ہم ان غلط کاموں میں پڑ گئے تھے۔ اللہ کا احسان ہے کہ جب آپ کی آواز ہم تک پہنچی تو یہ سارے جھوٹے بت توڑ کر ہم نے پھینک دیئے۔

سوال حضور انور نے ایک تین چار سالہ بچی کی خلیفۂ وقت سے محبت کا کیا ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک فیملی کی ایک تین چار سالہ بچی کہہ رہی تھی ہم سب کو نماز پڑھنی چاہیے سچ بولنا چاہیے۔ اس سے پوچھا کہ تمہاری زندگی کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے؟ تو کہنے لگی میں حضور سے ملنا چاہتی ہوں۔

سوال حضور انور نے جب بچوں کو ایک ویڈیو گیم سے منع فرمایا تو بچوں نے اس پر کس طرح لبیک کہا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اکثر والدین نے مجھے لکھا کہ آپ کا خطبہ سننے کے بعد بچوں نے خود آ کر ہمیں کہا کہ کیونکہ اب خلیفۂ وقت کی طرف سے حکم آ گیا ہے کہ نہیں کھیلنا تو ہم نہیں کھیلیں گے۔

سوال مراکش کے اَفَارِی صاحب نے حضور انور کی خدمت میں کیا ایمان افروز خط لکھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اَفَارِی صاحب کہتے ہیں کہ آپ نے میرے دل اور زندگی کو رحمت اور برکت سے منور کر دیا ہے۔ مجھے آپ کو دیکھ کر نشہ سا ہونے لگتا ہے۔ یقیناً یہ خدا کی عطا کردہ اور سچی محبت ہے۔ اللہ آپ کی تائید و نصرت فرمائے۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے MTA کے متعلق کیا اعلان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: 27/مئی سے مختلف ریجنز کے اعتبار سے ایم ٹی اے کو آٹھ چینلز میں تقسیم کر دیا گیا ہے، MTA 2 یورپ، MTA 3 العربیة، MTA 4 افریقہ، MTA 5 افریقہ، MTA 6 ایشیا، MTA 7 ایشیا، MTA 8 امریکہ۔

......☆......☆......☆......

آج جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ انسانیت کو بچانے کیلئے دعائیں کریں اور بہت دعائیں کریں

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 9/مئی 2003 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور نے اپنے خطبہ جمعہ کا کیا مضمون بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ نے صفات باری تعالیٰ پر جو خطبات کا سلسلہ شروع فرمایا ہوا تھا میں بھی کوشش کروں گا کہ اسی کو فی الحال آگے چلاؤں۔

سوال پاکستان میں غیر احمدی اپنی زکوٰة بچانے کے لیے کیا کرتے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: پاکستان میں بعض لوگ اپنی زکوٰة بچانے کیلئے بنکوں میں اپنے آپ کو احمدی ظاہر کر دیتے ہیں۔ یا سال ختم ہونے سے دو دن پہلے رقم نکلوا لی تا کہ اس پر زکوٰة نہ ادا کرنی پڑے۔

سوال حضور انور نے گھانا کے غیر احمدی شرفا کی ادائیگی زکوٰة کا کیا ایمان افروز نمونہ پیش فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب میں گھانا میں تھا تو بعض غیر احمدی شرفاء اپنی زکوٰة ہمارے پاس لے آتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ہمیں یقین ہے کہ جماعت صحیح مقصد کے لئے خرچ کرے گی اور اس سے ہماری زکوٰة کا مقصد بھی پورا ہو جائے گا۔

سوال حضور انور نے افراد جماعت کو کس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے اور حمد کے گیت گانے کی تلقین فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جتنا بھی ہم اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کم ہے اور اس پر حمد کے گیت گائیں کہ اس نے ہمیں ایک ایسے نظام میں ایک ایسی لڑی میں پرو دیا ہے جہاں خلیفۂ وقت کے سایہ تلے ہر آنے والی رقم کی ایک ایک پائی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی سوچ سمجھ کر خرچ کی جاتی ہے۔

سوال حضور انور نے اللہ تعالیٰ کی صفت خبیر کے متعلق کون سی آیات پیش فرمائیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا (الاسرا: 31) یقیناً وہ اپنے بندوں سے بہت باخبر ہے (اور) گہری نظر رکھنے والا ہے۔ پھر فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ (الحج

:64) یقیناً اللہ بہت باریک بین (اور) ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔ پھر فرمایا: وَ کَفٰی بِہٖ بِذُنُوۡبِ عِبَادِہٖ خَبِیۡرًا (الفرقان:59) اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں پر خبر رکھنے کے لحاظ سے بہت کافی ہے۔

سوال قرآن مجید میں ایٹمی جنگ کی خبر کس آیت کریمہ میں دی گئی ہے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آئندہ زمانہ میں Radiation اور Atomic Warfare کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یَوۡمَ تَکُوۡنُ السَّمَآءُ کَالۡمُہۡلِ۔ وَ تَکُوۡنُ الۡجِبَالُ کَالۡعِہۡنِ (سورۃ المعارج:9 تا 11) جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوجائے گا۔ اور پہاڑ دُھنی ہوئی اون کی طرح ہوجائیں گے۔

سوال حضور انور نے افراد جماعت کو جنگ عظیم کے حوالے سے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس وقت دُنیا بڑی تیزی سے تباہی کے کنارے کی طرف بڑھ رہی ہے۔ آج جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ انسانیت کو بچانے کے لئے دعائیں کریں اور بہت دعائیں کریں۔ دنیا خدا کو پہچان لے اور تباہی سے جس حد تک بچ سکتی ہے بچے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ کے سرداروں کی قتل گاہوں کے متعلق کیا پیشگوئی فرمائی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر سے ایک روز قبل کفار مکہ کی قتل گاہیں بتائیں اور فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ کل فلاں فلاں کی قتل گاہ ہوگی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے وہ بعینہٖ وہیں پر گرے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن، شام اور مشرق کی فتوحات کی کیا پیشگوئی فرمائی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ خندق کے موقع پر خندق کی کھدائی کے دوران ایک سخت چٹان میرے آڑے آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے ہاتھ سے کدال لے لی اور اس چٹان پر ماری تو اس سے ایک چنگاری نکلی۔ آپؐ نے دوبارہ کدال ماری تو پھر چنگاری نکلی۔ تیسری بار بھی ایسے ہی ہوا۔ مَیں نے عرض کی کہ یہ کیسی چنگاریاں نکلی تھیں؟ آپؐ نے فرمایا پہلی مرتبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یمن کی فتح کی خبر دی ہے۔ دوسری بار شام اور مغرب کی اور تیسری بار نکلنے والی چنگاری سے مشرق کی فتح کی خبر دی ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے والد کی وفات کے متعلق کیا الہام ہوا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں جس روز ان کی وفات مقدر تھی، مجھ کو الہام ہوا۔ ’’والسماء والطارق‘‘ اور ساتھ ہی دل میں ڈالا گیا کہ یہ ان کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔ اور اس کے یہ معنی ہیں کہ قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے اس حادثہ کی جو آفتاب کے غروب کے بعد پڑے گا۔

سوال والد صاحب کی وفات کی خبر سے حضرت مسیح موعودؑ کے دل میں کیا خیال آیا؟

جواب حضور علیہ السلام نے فرمایا: جب مجھے یہ خبر دی گئی تو چونکہ ہماری معاش کے اکثر وجوہ انہیں کی زندگی سے وابستہ تھے اس لئے یہ خیال گزرا کہ ان کی وفات کے بعد کیا ہوگا۔ اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ شاید تنگی اور تکلیف کے دن ہم پر آئیں گے۔

سوال اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے دل کو کس طرح تسلی دی؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: یہ سارا خیال بجلی کی چمک کی طرح ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصہ میں دل میں گزر گیا تب اسی وقت غنودگی ہوکر یہ دوسرا الہام ہوا ’’اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ‘‘ یعنی کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ مَیں نے اسی وقت سمجھ لیا کہ خدا مجھے ضائع نہیں کرے گا۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ کی ’’ اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ‘‘ کی انگوٹھی کے متعلق سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے کیا وصیت فرمائی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہ انگوٹھی حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کے حصہ میں آئی اور آپ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرے بعد یہ انگوٹھی جو بھی خلیفہ ہو اس کو دی جائے اور یہ خلافت کا ہی ورثہ ہوگا، میرا ذاتی ورثہ نہیں ہوگا۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ کو مکان ڈپٹی شنکر داس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا وعدہ ملا تھا؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ یہ مکان تو ہمارے قبضہ میں آنے والا ہے، خدا نے ہم کو اس مکان کا وعدہ فرمایا ہے۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے ڈاکٹر ڈوئی کے متعلق کیا پیشگوئی فرمائی تھی؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: امریکہ کیلئے خدا نے مجھے یہ نشان دیا ہے کہ اگر ڈوئی میرے ساتھ مباہلہ کرے اور میرے مقابل پر خواہ صراحتاً یا اشارۃً آجائے تو وہ میرے دیکھتے دیکھتے بڑی حسرت اور دکھ کے ساتھ اس دنیائے فانی کو چھوڑ دے گا۔ حضور انور نے فرمایا، آخر وہ خدا کے غضب کا نشانہ بنا۔

سوال کوریا کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے کیا پیشگوئی فرمائی تھی؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا ’’ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت‘‘ اس کے مطابق جاپان کو فتح حاصل ہوئی اور کوریا سے روس کو نکلنا پڑا۔

سوال جماعت کی ترقی کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے کیا پیشگوئی فرمائی تھی؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا کہ ’’مَیں اپنی چمکار دکھلاؤں گا، اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کردے گا۔‘‘

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے دنیا کو کیا تنبیہ فرمائی تھی؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اگر دنیا اپنی بدعملی سے باز نہیں آئے گی اور برے کاموں سے توبہ نہیں کرے گی تو دنیا پر سخت بلائیں آئیں گی۔

سوال حضور انور نے انگلستان کی جماعت کا کس بات پر شکریہ ادا کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا آخر پر مَیں جماعت انگلستان کی غیر معمولی خدمات پر ان کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس پیاری جماعت نے خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہجرت کے دوران بے انتہا خدمت کی توفیق پائی۔

......☆......☆......☆......

مخلصین جماعت متوجہ ہوں!

رمضان المبارک میں تحریک جدید کے وعدہ جات کی مکمل ادائیگی کرنے والے احباب کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب میں نیک تمناؤں اور دعاؤں سے نوازا ہے۔ اب جبکہ تحریک جدید کے سال رواں کے اختتام میں صرف چار ماہ باقی رہ گئے ہیں لہٰذا احباب جماعت جلد از جلد اس کی مکمل ادائیگی کی طرف توجہ فرمائیں۔ چندہ تحریک جدید کی جلد تر ادائیگی سے متعلق سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تاکیدی ارشاد ہے کہ:

’’احباب کو کوشش کرنی چاہئے کہ جلد تحریک جدید کا چندہ ادا ہو۔ اس کی ادائیگی سال کے آخر تک نہ رہنی چاہئے۔ ایک دن کا ثواب بھی معمولی نہیں کہ اس کو چھوڑ دیا جائے۔‘‘

(خطاب مجلس مشاورت فرمودہ 12/فروری 1936ء)

چندہ تحریک جدید کے بیشتر اخراجات کا تعلق چونکہ اکناف عالم میں تبلیغ واشاعت دین سے ہے اس لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیکرٹریان تحریک جدید کو بھی تاکید کی ہے کہ:

’’چونکہ تحریک جدید کو اپنے کاموں کیلئے فوراً روپے کی ضرورت ہے اس لئے سیکرٹریوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ روپیہ جمع نہ رکھیں بلکہ ساتھ کے ساتھ فنانشل سیکرٹری (وکیل المال تحریک جدید) کے نام بھجواتے رہیں۔‘‘ (کتاب مالی قربانیاں، صفحہ 34)

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خطبہ جمعہ 5/دسمبر 1952ء میں فرمایا ہے کہ:

تحریک جدید خدا تعالیٰ کے فضل اور برکت سے آئی ہے اور ہر شخص کو اس میں حصہ لینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ میں نے پچھلی دفعہ کہا تھا کہ یہ قحط کا زمانہ ہے، مصائب اور آفات کا زمانہ ہے، لیکن جس طرح ایک ماں اپنے آپ کو فاقہ میں رکھتی ہے لیکن اپنے بچہ کو فاقہ نہیں آنے دیتی، اسی طرح تم بھی دین سے ماں جیسی محبت کرو۔ تم خود فاقہ کرو لیکن دینی کاموں میں سستی نہ آنے دو۔

جملہ ضلعی ومقامی امراء کرام، صدر صاحبان اور سیکرٹریان تحریک جدید سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں کے بجٹ کا جائزہ لیکر مخلصین جماعت کے وعدوں کی صد فی صد وصولی کے سلسلہ میں موثر کارروائی کریں اور انسپکٹران تحریک جدید کے ساتھ بھی بھرپور تعاون فرماتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مقبول دعاؤں سے وافر حصہ پانے کی سعادت حاصل کریں۔

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

وہ ہماری تڑپ ہے ہم اس کی تڑپ

اس کے ہر لفظ پہ ہے ہماری نظر — اس کے فرمان سب انقلابی اثر
وہ ہمارا محافظ ہے مثل سپر — دل ہمارا وہی ہے ہمارا جگر
اس کے چہرے پہ روشن ہیں نورانیاں — اس کی نظروں میں رہتی ہیں تابانیاں
اسکی سانسوں سے چلتی یہ سانسیں ہیں سب — اس کی دھڑکن سے دل یہ دھڑکتے ہیں سب
وہ اشارہ کرے گر مٹیں فاصلے — وہ اٹھائے قدم تو چلیں قافلے
ہے تصور ہی اس کا سخن جو سجا — اک محبت میں اسکی میں شاعر بنا
ہے گھڑی یہ غنیمت کی جانو اسے — جو خلیفہ خدا کا ہے مانو اسے
یہ انوکھی سی جذبات کی ہے جھڑپ — وہ ہماری تڑپ ہے ہم اس کی تڑپ
اب تو نایکؔ کی ہے اک یہی تشنگی — اس پہ قربان ہو یہ مری زندگی

(سلیق احمد نایکؔ، قادیان)

بقیہ خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

بلکہ ایک موقع مجھے ملا جہاں سے دونوں کو مخاطب کروں تو اس لیے میں یہ بیان کر رہا ہوں۔

پس مردوں کو اپنے جائزے لیتے رہنا چاہیے۔ میں عموماً جتنا مردوں کو مخاطب کر کے باتیں کہتا ہوں اگر ہمارے مردوں کی اکثریت ان کو سن کر ان پر عمل کرنے لگ جائے تو عورتیں تو ان کے نمونے دیکھ کر ہی خود بخود اپنی اصلاح کر لیں گی، ان میں تبدیلیاں پیدا ہو جائیں گی۔

بہرحال اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی جماعت کو جو آپؑ نے نصائح فرمائی ہیں اور جو آپؑ کو اپنی جماعت کے افراد سے توقعات ہیں چاہے وہ مرد ہیں یا عورتیں ہیں جو بھی ہے ہر فرد جماعت سے آپؑ کو توقعات ہیں ان کے حوالے سے کچھ باتیں کہوں گا۔ لیکن اس سے پہلے میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت یہاں رہنے والے احمدیوں کی اکثریت ان لوگوں پر مشتمل ہے جو حالات کی وجہ سے اور خاص طور پر مذہبی حالات کی وجہ سے پاکستان سے ہجرت کر کے آئے ہیں۔ اگر معاشی حالات کی وجہ سے بھی ہجرت کی ہے تو چند ایک جو اچھے پڑھے لکھے لوگ ہیں ان کے علاوہ اکثریت نے یہاں کی حکومت کو اپنی ہجرت کا مقصد پاکستان میں احمدیوں کیلئے مذہبی آزادی نہ ہونا بتایا ہے اور یہاں کی حکومت نے باوجود جہاں بعض اسلام مخالف لوگوں کے شور مچانے کے آپ لوگوں کو اسائلم دیا ہے اور آزادی سے اپنے مذہب کے اظہار کا موقع دیا ہے۔ پس اس حوالے سے ہمیں دو باتیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئیں۔ ایک تو یہ کہ ان ملکوں کی حکومتوں کا شکر گزار بنیں جنہوں نے آپ کے مذہبی حقوق قائم کر کے مذہبی آزادی دی جہاں ہم آزادی سے نمازیں بھی پڑھ سکتے ہیں اور تبلیغ بھی کر سکتے ہیں۔ اس لیے اس ملک کی بہتری کیلئے شکر گزاری کے طور پر ہمیں ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کہ کس طرح ہم ان ملکوں کو فائدہ پہنچا سکیں اور سب سے بڑا فائدہ جو ہم ان کو پہنچا سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ ان کو اسلام کی خوبصورت تعلیم سے آگاہ کریں، تبلیغ کریں۔ یہ غلط تاثر ہے کہ عورتوں کو تبلیغ کے موقع نہیں ملتے۔ ملتے ہیں اور بہت ملتے ہیں اور اس کیلئے پروگرام بنانے چاہئیں۔ پس شکر گزاری کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ان کو اسلام کا حقیقی پیغام پہنچایا جائے تا کہ جو بلا وجہ کی مخالفت مسلمانوں کے غلط رویے کی وجہ سے کی جاتی ہے اور اس وجہ سے پھر آنحضرت ﷺ کے نام کو بھی استہزاء کا شکار بنایا جاتا ہے اس کو ہم نے دور کرنا ہے۔

دوسری بات یہ کہ کیونکہ مذہبی وجوہات کی بنا پر ہمیں یہاں رہنے کی اجازت ملی ہے اس لیے اپنی دینی اخلاقی اور روحانی حالت کو اسلام کی تعلیم کے مطابق ہمیں ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے جو توقعات وابستہ کی ہیں ان پر پورا اترنے کی کوشش کریں۔ آپ علیہ السلام ہم سے کیا چاہتے ہیں ہر عورت اور مرد کو ان باتوں کو اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔ بعض باتیں اور بعض نصائح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے اس وقت میں پیش کروں گا۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح و مہدی مانا ہے تو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں ہمیں حکم دیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیشگوئی فرما کر یہ ارشاد فرمایا تھا کہ آخری زمانے میں جب مسیح و مہدی دعویٰ کرے گا تو اسے مان لینا، اسے قبول کر لینا، اس کی جماعت میں شامل ہو جانا بلکہ یہاں تک فرمایا کہ اسے میرا سلام پہنچانا۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المہدی حدیث 4082) (مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 182 مسند ابی ھریرہ حدیث 7957 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء) اس لیے کہ آنے والا مسیح اور مہدی اسلام کی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی تجدید کیلئے آئے گا، اس کو نئے سرے سے دنیا کو دکھانے کیلئے آئے گا، اسلام کی خوبصورتی جس کو بعض مفاد پرست علماء نے داغدار کر دیا ہے اس خوبصورتی کو نکھار کر پیش کرنے کیلئے آئے گا، اس لیے اس کو ماننا تا کہ تمہیں اسلام کی صحیح تعلیم کا پتا لگے۔ مسیح موعود کی آمد سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہو گی، ایک نئے دور کا آغاز ہو گا، اسلام کی خوبصورت اور پاک تعلیم جس کو پیروں فقیروں اور نام نہاد علماء نے توڑ مروڑ کر اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لیا ہے اسکی حقیقی تصویر اللہ تعالیٰ کی خاص رہنمائی سے دنیا کے سامنے ہے جو مسیح موعود رکھے گا۔ پس مسیح موعود کو قبول کرنا۔

اور آپؑ کی نصائح اور ارشادات پر عمل کرنا کوئی معمولی چیز نہیں ہے بلکہ یہی حقیقی اسلام ہے۔ اس لحاظ سے ہم میں سے ہر ایک کو ان باتوں کو غور سے سننا چاہیے اور ان پر عمل کرنا چاہیے ورنہ آپؑ کی بیعت میں آنے کا دعویٰ ایک خالی اور کھوکھلا دعویٰ ہے۔ آپؑ نے بڑے واضح طور پر فرمایا ہے کہ میں حَکم اور عدل ہوں اور اگر تم میرے ہاتھ پر بیعت کر کے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا سمجھ کر پھر میری باتوں پر عمل نہیں کرتے، میں جو فیصلے کرتا ہوں جو نصائح کرتا ہوں ان پر عمل نہیں کرتے، جو میں نے کہا ہے اس پر عمل نہیں کرتے تو پھر اپنے ایمان کی فکر کرو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 73 ایڈیشن 1984ء)

پس ہمیں بہت فکر کرنی چاہیے کہ ایک طرف تو ہم اپنے ملک سے اس ملک میں اس لیے آئے ہیں کہ ہمیں اپنے ایمان کے مطابق عمل سے روکا جا رہا ہے دوسری طرف ہم یہاں آ کر اس بات کو بھول جائیں کہ جس پر ایمان لانے کی وجہ سے ہم نے ہجرت کی اس کی باتوں پر توجہ نہ دیں، دنیا کی رنگینیاں دیکھ کر بھول جائیں کہ ہمارا ایمان ہم سے کیا تقاضا کرتا ہے۔ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جس عاشق صادق کو مانا ہے اور جس کے ہاتھ پر بیعت کر کے ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ ہم آنے والے مسیح و مہدی کے ہاتھ پر بیعت کر کے احیائے دین کریں گے، دین کو دوبارہ زندہ کرنے کیلئے اپنی بھرپور کوشش کریں گے، اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کریں گے، خدا تعالیٰ کے قریب ہوں گے لیکن یہاں آ کر، دنیا دیکھ کر ہم صرف اس بات کو دیکھنے والے بن جائیں کہ زیادہ سے زیادہ روپیہ پیسہ کس طرح کمایا جا سکتا ہے، دولت کس طرح کمائی جا سکتی ہے۔ بار بار جس بات کی ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تلقین فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ ہم آپ کی بیعت میں آنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کریں۔ صرف دکھاوے کی توجہ نہیں بلکہ حقیقی توجہ ہو۔ کل خطبہ میں بھی میں نے ذکر کیا تھا کہ کس طرح توجہ ہو، کس طرح اللہ تعالیٰ سے محبت قائم کی جائے۔ اپنی نمازوں کو سنوارو۔ علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے آپ کے حکموں پر عمل کرنے سے، آپ کی پیروی سے، آپ نے جو سنت قائم کی ہے ان پر عمل کرو اور پیروی کا مطلب ہی یہی ہے کہ آپ کی باتوں اور سنت پر عمل کرنے کی کوشش کرو اور قرآن کریم نے بھی یہی فرمایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی بات پر زور دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی بات پر زور دیا کہ اپنی نمازوں کو سنوارو۔ استغفار کی طرف توجہ کرو۔ استغفار کرنے سے آدمی بہت سی غلط قسم کی خواہشات سے بچتا ہے، غلط کاموں سے بچتا ہے۔ استغفار کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ

”استغفار کرتے رہو اور موت کو یاد رکھو۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 247 ایڈیشن 1984ء)

ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو اور یاد رکھو کہ موت یقینی ہے ایک روز آنی ہے جب انسان موت کو یاد رکھتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ دنیا جو صرف چند روزہ دنیا ہے یہی میری زندگی کا مقصد نہیں ہے بلکہ مرنے کے بعد کی زندگی ہی اصل زندگی ہے اور جب اس کی حقیقت پتا چل جائے گی، اسکا احساس ہمارے دل میں پیدا ہو گا تو پھر جو دنیاوی چیزوں کے حصول کیلئے ہر وقت ہماری کوششیں رہتی ہیں وہ نہیں ہوں گی۔ اس بات پر ہی توجہ نہیں ہو گی کہ فلاں عورت کا زیور بڑا اچھا ہے میں نے بھی ویسا ہی بنانا ہے، فلاں عورت کا گھر بہت بڑا ہے ہمیں بھی ویسا ہی لینا چاہیے اور اس کیلئے پھر خاوندوں کو ہر وقت دباؤ میں رکھا جائے یا مرد بھی اسی لالچ کے پیچھے پڑے رہیں یا عورتوں میں خاص طور پر فیشن کی باتیں ہوتی ہیں کہ فلاں نے بڑے اچھے فیشن کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں میں نے بھی ویسے لینے ہیں۔ یہاں آ کے جو پیسہ آتا ہے تو پھر پاکستان کے ڈیزائنرز کے کپڑے بنانے کا بڑا شوق پیدا ہو جاتا ہے حالانکہ وہی کپڑے سستے بھی مل جاتے ہیں چاہے توفیق ہو نہ ہو اسی بات پر زور دیا جاتا ہے کہ ہم نے نئے فیشن کے کپڑے پہننے ہیں۔ ضرور پہنیں لیکن اپنی پہنچ کے اندر رہتے ہوئے۔ یہ ایک مومن کا کام نہیں ہے کہ دنیاوی چیزوں پر نظر رکھے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں جن سے فائدہ ضرور اٹھانا چاہیے لیکن یہ نہیں کہ ان چیزوں کے حصول کیلئے گھروں میں فساد برپا ہو جائیں۔ ہاں اگر مقابلے کرنے ہیں، مقابلہ بڑی اچھی چیز ہے، مقابلہ کریں لیکن مقابلے کرنے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ فلاں نے دین کی خاطر اتنی قربانی دی ہے اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے تو میں بھی اس سے بڑھ کر قربانی کروں گا۔ فلاں شخص کی اولاد بڑی نیک ہے جن کی نمازوں پر بھی توجہ ہے اور دینی کاموں کی طرف بھی توجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی نمازوں کا حق ادا کرنے کی توفیق دے اور اس کیلئے کوشش کی جائے۔ خدا تعالیٰ میری اولاد کو بھی دین کی خدمت میں پیش پیش رکھے اور عبادت کرنے والا بنائے۔

پس ایک احمدی مومن اور مومنہ میں دین میں بڑھنے کیلئے مسابقت کی روح ہونی چاہیے نہ کہ دنیاوی چیزوں کیلئے۔ اور جب اس سوچ کے ساتھ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جو بڑی وسیع رحمت اور مغفرت والا ہے جو اپنی طرف آنے والے بندے سے بے انتہا پیار کا سلوک کرتا ہے وہ بندوں کی نیک خواہشات اور دعاؤں کو سنتا ہے، ان کے نیک عمل کو قبول کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا کہ

”یہ خدا تعالیٰ ہی ہے کہ جب بندہ سچے دل سے اس کی طرف آتا ہے تو وہ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔“ فرمایا ”……نماز سنوار کر پڑھو …… خدا کا خوف ہر وقت تمہیں رہنا چاہیے۔ ہر ایک کام کرنے سے پہلے سوچ لو اور دیکھ لو کہ اس سے خدا تعالیٰ راضی ہو گا یا ناراض۔“ فرمایا ”نماز بڑی ضروری چیز ہے اور مومن کا معراج ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا مانگنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے……نماز خدا تعالیٰ کی حضوری ہے اور خدا تعالیٰ کی تعریف کرنے اور اس سے اپنے گناہوں کے معاف کرانے کی مرکب صورت کا نام نماز ہے۔“ ایک جامع صورت ہے۔ بہت ساری جو حرکات ہیں وہ سب نماز میں اکٹھی کر دی گئی ہیں اور اسی میں ہی دعائیں بھی سکھا دی گئی ہیں اور سجدوں میں اور رکوع میں اپنی زبان میں بھی دعائیں کی جا سکتی ہیں۔

پس فرمایا نمازوں کو پڑھو اور ان میں دعائیں کرو، ان میں دعائیں مانگو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری نیک خواہشات کو پورا کرے۔ فرمایا کہ ”اس کی نماز ہرگز نہیں ہوتی جو اس غرض اور مقصد کو مدنظر رکھ کر نماز نہیں پڑھتا۔“ پس مقصد یہی ہونا چاہیے کہ اللہ کو پانا ہے، اپنے گناہوں سے معافی حاصل کرنی ہے۔ ”پس نماز بہت ہی اچھی طرح پڑھو۔“ فرمایا نماز بہت ہی اچھی طرح پڑھو ”کھڑے ہو تو ایسے طریق سے کہ تمہاری صورت بتا وے کہ تم خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں دست بستہ کھڑے ہو۔“ ہاتھ باندھ کے کھڑے ہو ”اور جھکو تو ایسے جس سے صاف معلوم ہو کہ تمہارا دل جھکتا ہے اور سجدہ کرو تو اس آدمی کی طرح جس کا دل ڈرتا ہے اور نمازوں میں اپنے دین اور دنیا کیلئے دعا کرو۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 247-248 ایڈیشن 1984ء)

نماز میں اپنے دین اور دنیا کیلئے دعا کرو۔ پس نمازوں کو سنوار کر پڑھنا عورتوں کیلئے بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح مردوں کیلئے۔ عبادت اور ذکر الٰہی کا حکم جس طرح مردوں کو ہے اسی طرح عورتوں کو بھی ہے۔ عابدات بننے کی بھی اللہ تعالیٰ نے تلقین فرمائی ہے۔

اور عورت جب حقیقی عابدہ بنتی ہے تو اس کا اثر صرف اسی تک محدود نہیں رہتا بلکہ اس کی اولاد پر بھی اس کا نیک اثر پڑتا ہے اور نیک چھاپ پڑتی ہے بلکہ مردوں پر بھی نیک اثر ہو جاتا ہے۔ بہت ساری عورتیں ہیں، گھر ہیں جہاں عورتیں نیک ہیں انہوں نے مردوں کو بھی نیکی کی طرف مائل کر لیا اور اسی لیے حضرت مصلح موعودؓ نے لجنہ اماء اللہ تنظیم بھی بنائی تھی کہ عورتیں خود نیکیوں میں بھی بڑھیں اور جماعتی کاموں میں بھی آگے آئیں تا کہ جماعت کا ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنتا رہے۔ خاص طور پر لڑکیاں تو بڑی عمر تک ماؤں کے عملوں کو دیکھتی ہیں۔ وہ دیکھتی ہیں کہ ہماری مائیں کیا کر رہی ہیں۔ جب ایک لڑکی اپنی عبادت کرنے والی اور ذکر الٰہی کرنے والی ماں کو دیکھتی ہے تو ایک نیک اثر اس پر قائم ہوتا ہے اور اگر ہماری اگلی نسل کی تربیت اس طرح پر ہو جائے کہ اس میں عبادت کرنے والے بچے اور عبادت کرنے والی بچیاں پیدا ہونی شروع ہو جائیں تو یقیناً ہم جہاں اپنی اولاد کو دنیا کی برائیوں سے بچانے

والے ہوں گے وہاں آپ آئندہ آنے والی نسلوں کو بھی دنیا کی برائیوں سے بچانے والی اور خدا تعالیٰ کے قریب کرنے والی بن جائیں گی۔ پس عورتوں کو بھی اور مردوں کو بھی اپنی اس ذمہ داری کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس بات کی طرف ہر احمدی مرد اور عورت کو توجہ دلائی ہے وہ قرآن کریم کو بکثرت پڑھنے کی طرف توجہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اسے صرف قصہ سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کی تعلیم پر غور کرو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 155 ایڈیشن 1984ء)

قرآن کریم کیا تعلیم دیتا ہے۔ اس کے احکامات کی گہرائی کو سمجھو اور پھر اس پر عمل کرنے کیلئے ہر ممکن کوشش کرو۔ قرآن کریم کے احکامات ہی ہیں جو ہماری صحیح رہنمائی کر سکتے ہیں۔ اگر ہماری وہ عورتیں جو یہاں کے ماحول کی وجہ سے پردے میں ڈھیلی ہوگئی ہیں، پردے کو کوئی اہمیت نہیں دیتیں قرآن کریم کو غور سے پڑھیں، پردے کے حکم کی روح کو سمجھیں جو قرآن کریم میں لکھا گیا ہے تو کبھی پردے میں کمی نہ آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الایمان باب امور الایمان حدیث 9)

اگر حیا کی حقیقت کو ہر عورت سمجھے تو یقیناً پردہ اور باحیا لباس پہننے کی طرف ہر ایک کی توجہ پیدا ہو جائے اور آج کل برقعوں کا فیشن جو شروع ہوا ہوا ہے کہ کوٹوں کو بھی فیشن کا حصہ بنالیا ہے، ان کو بھی قمیصوں کی طرح اس طرح جسموں کے ساتھ چپکا لیا ہے کہ لگتا ہی نہیں برقع پہنا ہوا ہے یہ رجحان ختم ہو جائے، یہ کبھی رجحان پیدا ہی نہ ہو۔ پاکستان سے آئی ہوئی عورتوں کو تو اپنے پردے کے معیار کو یہاں کم از کم اس معیار تک تو رکھنا چاہیے اس پر تو قائم رہنا چاہیے جو پاکستان میں تھا کجا یہ کہ یہاں آ کر کوٹ چھوٹے ہو جائیں اور لباس ایسا ہو جو پردے کا حق ادا نہ کر رہا ہو۔ ہمیشہ یاد رکھیں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر جو بیعت کی ہے اس میں یہ عہد کیا ہے، اس بات کا اقرار کیا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے پس یہ عہد تبھی پورا ہوگا جب ہم قرآن کریم کی حکومت کو اپنے اوپر لاگو کریں گے۔ اس کے تمام احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ پس ہر عورت اور مرد کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ جو عہد کیے ہیں وہ نبھائیں ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہاں میں تمہیں نہیں پوچھتا لیکن وہاں اگلے جہان میں جا کے تمہیں اپنے عہدوں کا جواب دینا پڑے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں داخل ہو کر تم بالکل ایک نئی زندگی بسر کرنے والے انسان بن جاؤ۔ بیعت کی ہے، جماعت میں شامل ہوئے ہو تو نئی زندگی بسر کرنے والے انسان بن جاؤ۔ فرمایا خدا تعالیٰ کو دوست بنالو۔ خدا تعالیٰ کو دوست بنالو اور جب خدا تعالیٰ دوست بن جاتا ہے تو دنیا اس کی دشمن بھی ہو جائے تو اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی کیونکہ خدا تعالیٰ کے فرشتے ماں کی طرح اسے گود میں لے لیتے ہیں۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ کو دوست بنالو گے تو پھر دنیا تمہارا کچھ نہیں کر سکتی۔ حقیقی دوست جو اللہ تعالیٰ ہے پھر وہ تمہاری ہر معاملے میں پرواہ کرے گا، ہر معاملے میں تمہاری حفاظت کرے گا اور اسکے فرشتے ماں کی طرح تمہیں اپنی گود میں لے لیں گے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 263 ایڈیشن 1984ء)

پس یہ بہت ہی اہم بات ہے جسے ہم میں سے ہر ایک کو یاد رکھنا چاہیے۔ کتنے خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ جو اس حقیقت کو سمجھتے ہوئے خدا تعالیٰ کو دوست بنانا چاہتے ہیں اور بناتے ہیں اور بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کو دوست بنانے کیلئے اپنی عبادتوں کے معیاروں کو بھی بلند کرنا پڑے گا اور اپنی ظاہری حالت لباس وغیرہ کو بھی اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق اختیار کرنا ہوگا۔ اپنی عملی حالتوں کو بھی نمونہ بنانا ہوگا اور اپنے اخلاقی معیاروں کو بھی بلند کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق ادا کرنے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حقوق کے ساتھ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پس یہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سے حکم ہے۔ پھر ضروری ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو دوست بنانا ہے تو اس کی باتوں پر بھی عمل کیا جائے۔

پس ہر ایک اپنا خود جائزہ لے اور دیکھے کیا اس کی عبادت معیاری ہے؟ کیا اسے ذکر الٰہی کی طرف توجہ ہے؟ کیا اسکی عملی حالت اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق ہے؟ کیا ہر ایک دوسرے کا حق ادا کرنے والا اور اعلیٰ اخلاق دکھانے والا ہے؟ اگر ہے تو پھر آپ سب بیعت سے فائدہ حاصل کرنے والے ہیں ورنہ ہم صرف نام کے احمدی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

یاد رکھو ہماری جماعت اس بات کیلئے نہیں ہے جیسے عام دنیادار زندگی بسر کرتے ہیں۔ نرا زبان سے کہہ دینا ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی۔ میں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دکھاؤ یہ نکمی حالت ہے خدا تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا۔ پس اب اگر کوئی میرے ساتھ تعلق رکھ کر بھی اپنی اصلاح نہیں کرتا اور عملی قوتوں کو ترقی نہیں دیتا بلکہ زبانی اقرار کو بھی کافی سمجھتا ہے وہ گویا اپنے عمل سے میری عدم ضرورت پر زور دیتا ہے یعنی اپنے عمل سے اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ مسیح موعود کے آنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ آپؑ نے فرمایا کہ پھر اگر تم اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہتے ہو کہ میرا آنا بے سود ہے بے فائدہ ہے تو پھر میرے ساتھ تعلق کرنے کے کیا معنی ہیں۔ یہ تو پھر صاف جھوٹ ہے، پھر تو ہماری یہ صرف منہ کی اور زبانی جمع خرچ ہے۔ ہمارے منہ کی باتیں ہیں جو ہم کہتے ہیں کہ ہم احمدی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ایسے لوگوں کو اپنے میں شمار نہیں کرتے۔ پس بڑے خوف کا مقام ہے، بڑا سوچنے کا مقام ہے، غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ایک طرف تو ہم اپنے آپ کو احمدی کہہ کر دوسرے مسلمانوں کی مخالفت مول لیں، وہ ہمارے خلاف بولیں، ہمیں تکلیفیں پہنچائیں اور اپنے آپ کو مشکل میں ہم ڈالیں دوسری طرف اپنے عملوں میں کمزوری کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں، خدا تعالیٰ کی نظر میں احمدی بھی نہ ٹھہریں۔ آپؑ نے فرمایا اگر میرے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہو تو پھر میری اغراض و مقاصد کو پورا کرو اور اغراض و مقاصد کیا ہیں اور وہ یہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنے اخلاص اور وفاداری دکھلاؤ اور قرآن شریف کی تعلیم پر اس طرح عمل کرو جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا۔ قرآن کریم کے صحیح منشاء کو معلوم کرو اور اس پر عمل کرو۔ آپ نے بڑا واضح فرمایا کہ یاد رکھو کہ وہ جماعت جو خدا تعالیٰ قائم کرنا چاہتا ہے وہ بغیر عمل کے زندہ نہیں رہ سکتی۔ پس آپ نے تو جو سامنے لجنہ بیٹھی ہیں اور اسی طرح مرد ہیں دونوں نے اپنے عہدوں میں اپنی اولادوں کو بھی دین سے جوڑنے کا عہد کیا ہوا ہے انصار کے عہد میں بھی خدام کے عہد میں بھی لجنہ کے عہد میں بھی۔ اگر اپنے عمل نہیں ہیں، اپنی حالت ایسی نہیں کہ جماعت کے زندہ ہونے کی حالت کو ظاہر کریں تو پھر اپنی اولادوں اور اپنی نسلوں کی کس طرح ہم ضمانت دے سکتی ہیں؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو جس جماعت کو قائم کرنا چاہتا ہے وہ بغیر عمل کے زندہ نہیں رہ سکتی۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 370-371 ایڈیشن 1984ء)

ہم نے تو یہ عہد کیے ہوئے ہیں لیکن اس عہد کے بعد بھی اگر ہم خود زندہ نہیں رہ سکتے تو اگلی نسلوں کو کیا زندہ رکھیں گے۔ کس طرح ہم ضمانت دے سکتے ہیں اگلی نسلوں کی کہ یہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والی ہوگی۔ کس طرح کہہ سکتی ہیں ہماری عورتیں بھی اور ہمارے مرد بھی کہ ہماری اولاد دین پر قربان ہونے کیلئے ہر وقت تیار ہے۔

پس قرآن کریم کو سمجھ کر پہلے خود دین پر عمل کرنے والا بننا ہوگا اور پھر اپنی اولاد کو اس پاک حالت پر قائم رہتے ہوئے دین پر قائم رہنے والا اور اس کی خاطر قربانی کرنے والا بنانا ہوگا تبھی ہم وہ جماعت بن سکیں گی جو زندوں کی جماعت ہے۔ نہیں تو ہماری جماعت بھی روحانی لحاظ سے مُردوں کی جماعت بن جائے گی۔ دنیا کی تربیت کا کام ہم نے اپنے ذمہ لیا ہے تو اس کیلئے اپنی حالتوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے ورنہ یاد رکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کے وعدے تو پورے ہوں گے لیکن ہم میں سے جو لوگ آپ علیہ السلام کی بات کو سن کر اس پر توجہ نہیں دیتے ان کی حالت سوکھی اور مردہ شاخ کی طرح ہو جائے گی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ سوکھی اور مردہ شاخ جس درخت کی ہو اس کو باغبان کاٹ دیا کرتا ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 49 ایڈیشن 1984ء)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کرنے کیلئے ایک مجاہدے کی ضرورت ہے۔ آپؑ کی باتوں پر عمل کرنے کیلئے تقویٰ کی ضرورت ہے اور یہ تقویٰ ہی ہے جو نیکیوں کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

”دینی امور میں جب تک تقویٰ نہ ہو روح القدس سے تائید نہیں ملے گی وہ شخص ضرور ٹھوکر کھا کر گرے گا۔“ جس میں تقویٰ نہیں ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 429 ایڈیشن 1984ء)

پس تقویٰ پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور تقویٰ یہی ہے کہ ہر اچھے خلق پر انسان عمل کرے بعض پر عمل کرنا اور بعض پر نہ کرنا تقویٰ نہیں کہلاتا۔

پس جب تمام قسم کی نیکیوں اور اخلاق کو انسان اپنانے کی کوشش کرتا ہے تو پھر ہی اللہ تعالیٰ دعاؤں کو بھی سنتا ہے اور بندے کو اپنے قریب بھی کرتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

”قرآن کریم تقویٰ کی ہی تعلیم دیتا ہے اور یہی اس کی علت غائی ہے۔“ یہی اس کا اصل مقصد ہے، یہی قرآن کریم کی تعلیم کا بنیادی مقصد ہے۔ ”اگر انسان تقویٰ اختیار نہ کرے تو اس کی نمازیں بے فائدہ۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 48 ایڈیشن 1984ء)

آپؑ نے فرمایا: ”ساری جڑ تقویٰ اور طہارت ہے اسی سے ایمان شروع ہوتا ہے اور اسی سے اس کی آبپاشی ہوتی ہے۔“ ایمان تقویٰ سے ہی پیدا ہوتا ہے اور یہی تقویٰ ہے جو ایمان کو بڑھانے کا ذریعہ بنتا ہے اور فرماتے ہیں ”اور نفسانی جذبات دبتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 243 ایڈیشن 1984ء)

پس ان ملکوں میں جہاں آزادی اور روشن خیالی کے نام پر ایسی باتوں کے اظہار کیے جاتے ہیں جس سے ہر قسم کے جذبات انگیخت ہوتے ہیں ان ملکوں میں تقویٰ پیدا کرنے کیلئے خاص جدوجہد کی ضرورت ہے پس ہر احمدی مرد اور عورت کا کام ہے کہ تقویٰ میں ترقی کرے تاکہ نیکیوں میں توفیق ملے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو، دنیاوی برائیوں سے ہم بچ سکیں اور اپنی نسلوں کو ان سے بچا سکیں اور اپنی بیعت کا حق ادا کرنے والے بن سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے کہ ہم حقیقی تقویٰ اپنے اندر پیدا کرنے والے بن سکیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہوں۔ اب دعا کر لیں (دعا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 30؍جون 2020)

......☆......☆......☆......

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT
طالبِ دعا
Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695
#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for
royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 10033: مَیں انوار الحق ولد مکرم نعیم الحق خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 29 سال پیدائشی احمدی، ساکن تالبرکوٹ ضلع ڈھینکانال صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28/اگست 2019 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/12500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد ظفر الحق　　العبد: انوار الحق　　گواہ: محمود خان

مسل نمبر 10034: مَیں ناصر احمد خان ولد مکرم ضمیر خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 38 سال پیدائشی احمدی، ساکن انتابستی (ریل بہار) ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10/فروری 2019 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/22000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد ظفر الحق　　العبد: ناصر احمد خان　　گواہ: محمود خان

مسل نمبر 10035: مَیں معین احمد بٹ ولد مکرم منور احمد بٹ صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 21 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ ناصر آباد ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5/جون 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد اسماعیل طاہر　　العبد: معین احمد بٹ　　گواہ: منور احمد بٹ

مسل نمبر 10036: مَیں مدیحہ منور بٹ بنت مکرم منور احمد بٹ صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ ناصر آباد ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/جون 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد اسماعیل طاہر　　الامۃ: مدیحہ منور بٹ　　گواہ: منور احمد بٹ

مسل نمبر 10037: مَیں فریضہ بیگم زوجہ مکرم شیخ کلیم الدین صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 47 سال پیدائشی احمدی، ساکن کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10/اکتوبر 2017 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 2 تولہ 22 کیریٹ، حق مہر -/15,525 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد ظفر الحق　　الامۃ: فریضہ بیگم　　گواہ: وسیم احمد خان

مسل نمبر 10038: مَیں عروسہ رِدا بنت مکرم مسعود احمد راشد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 22 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ مبارک ڈاکخانہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/اپریل 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ مَیں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: مسعود احمد راشد　　الامۃ: عروسہ رِدا　　گواہ: داؤد احمد خالد

مسل نمبر 10039: مَیں شہزاد مصور فرید ولد مکرم مسعود احمد راشد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 27 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ مبارک ڈاکخانہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/اپریل 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/20,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: مسعود احمد راشد　　العبد: شہزاد مصور فرید　　گواہ: داؤد احمد خالد

مسل نمبر 10040: مَیں سراج الحق منڈل ولد مکرم حبیب الرحمن صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: سرائے طاہر (سول لائن روڈ) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، مستقل پتا: گاؤں ساجد پراڈاکخانہ کرتن پاڑا ضلع بونگائی گاؤں صوبہ آسام، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17/مئی 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سرمد محمد　　العبد: سراج الحق منڈل　　گواہ: خلیق احمد

مسل نمبر 10041: مَیں اعجاز احمد ولد مکرم ابراہیم کٹی صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 23 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: سرائے طاہر (جامعہ احمدیہ) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، مستقل پتا: کاواشیری ضلع پالاکڈ صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13/مارچ 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: اسماعیل احمد شاہ　　العبد: اعجاز احمد آئی　　گواہ: سید گلستان عارف

مسل نمبر 10042: مَیں رجیح الاسلام ولد مکرم عبد الرحمن صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 22 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: سرائے طاہر (جامعہ احمدیہ) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، مستقل پتا: ننگل بھنگا (جئے پور) صوبہ آسام، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13/مارچ 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/800 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: اسماعیل احمد شاہ　　العبد: رجیح الاسلام　　گواہ: شہزاد احمد بی. کے

مسل نمبر 10043: مَیں یوعرفان احمد ولد مکرم اے. کے. عمر فاروق صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: سرائے طاہر (جامعہ احمدیہ) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، مستقل پتا: سولور ضلع کوئمبٹور صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13/مارچ 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: اسماعیل احمد شاہ　　العبد: یوعرفان احمد　　گواہ: شہزاد احمد سی. کے

مسل نمبر 10044: مَیں حاشر احمد طارق ولد مکرم ناصر احمد طارق صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 8/مارچ 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: گلفام احمد　　العبد: حاشر احمد طارق　　گواہ: محمد طارق غنی

مسل نمبر 10045: مَیں صباح الدین ناصر ولد مکرم نور الدین احمد ناصر صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ چھوٹا ننگل ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15/مارچ 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: حفاد احمد　　العبد: صباح الدین ناصر　　گواہ: حافظ عمران احمد

اُذْکُرُوْا مَوْتَاکُمْ بِالْخَیْرِ

خاکسار کی والدہ محترمہ ملکہ صاحبہ مرحومہ کا ذکر خیر

(عزیز احمد اسلم، سہارنپوری مبلغ سلسلہ بھیوانی ہریانہ)

خاکسار کی والدہ محترمہ ملکہ صاحبہ بقول نانی صاحبہ مرحومہ 1947ء میں 13 ماہ کی تھیں۔ مرحومہ والدہ صاحبہ کے والد یعنی میرے نانا مکرم سعید ملک صاحب مرحوم ابن مکرم فتح محمد صاحب مرحوم گاؤں مکیریاں ضلع ہوشیار پور پنجاب سے تعلق رکھتے تھے۔ نانی صاحبہ مرحومہ فرماتی تھیں کہ ان کے شوہر مکرم سعید ملک صاحب مرحوم سرکاری انجینئر تھے اور ان کی زیر نگرانی جالندھر کینٹ ریلوے اسٹیشن کی چھاونی تیار ہوئی تھی۔ 1947ء میں نانا جان دل کا دورہ پڑنے سے فوت ہو گئے تھے۔ 1947ء میں جب ہندوستان اور پاکستان کا بٹوارہ ہوا اور چاروں طرف خون خرابہ ہوا تو نانی محترمہ اپنی 13 ماہ کی بیٹی کے ساتھ اپنے آبائی وطن لکھنؤ چلی گئیں۔ نانی محترمہ کے دادا حضرت مرزا کبیر الدین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ حضرت مرزا کبیر الدین صاحب ریلوے کے گارڈ تھے۔ جب والدہ محترمہ 11-12 سال کی ہوئیں تو ان کی تربیت ایک احمدی مبلغ مولانا منظور احمد صاحب گھنوکے کے گھر ہوئی۔ مولانا منظور احمد صاحب گھنوکے درویش ہماری والدہ کے خالہ زاد بہنوئی تھے۔ 1960ء میں والدہ صاحبہ مرحومہ کی شادی مکرم شکیل احمد صاحب سے ہوئی۔ کہاں لکھنؤ کی چہل پہل، اچھی زبان، اچھا رہن سہن، اچھی سڑکیں اور کہاں ایک گاؤں بیجو پورہ۔ 60 سال قبل ہمارے گاؤں بیجو پورہ کی تصویر بہت الگ تھی۔ بولی اور زبان الگ۔ والدہ محترمہ لکھنؤ شہر کی تعلیم یافتہ، اچھی اُردو دان تھیں۔ اس زمانہ میں گاؤں بیجو پورہ میں رہنا بہت مشکل تھا لیکن والدہ محترمہ نے اپنے سسُرال میں بہت اچھے طریقہ سے زندگی گزاری کیونکہ ہمارے دادا مکرم بشیر احمد صاحب اور دادی محترمہ نے اپنی بہو یعنی ہماری والدہ کو بہت پیار دیا۔ دادا صاحب والدہ محترمہ کا اس لئے خیال رکھتے تھے کہ میری بہو بہت دور لکھنؤ سے آئی ہے۔ اس وقت لکھنؤ سے سہارنپور آنے جانے کا کوئی خاص ذریعہ نہیں تھا۔ نانی صاحبہ مرحومہ کی جماعت سے بہت ہمدردی تھی اور ہمیشہ اخبار بدر پڑھا کرتی تھیں۔ غالبًا 1986ء کے جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہوئی تھیں۔ مکرم سیٹھ بشیر صاحب اور سیٹھ داؤد صاحب جو کہ نانی محترمہ کے رشتہ میں بھائی لگتے تھے، ان کے ذریعہ جماعت سے رابطہ رہا۔ نانی مرحومہ نے خاکسار کو پیدائش سے قبل وقف کیا تھا۔ والدہ محترمہ تین سال قبل گرِ گئی تھیں اور کولہے کی ہڈّی ٹوٹ گئی تھی۔ ان کا براڑہ، امبالہ (ہریانہ) میں کامیاب آپریشن ہوا تھا۔ واکر کے ذریعہ چلتی تھیں۔ دو سال سے اپنے بیٹے عقیل احمد صاحب کے گھر قادیان میں رہ رہی تھیں۔ ہم سب ان کو روکتے تھے کہ یہیں قادیان میں رہو لیکن 10 اپریل 2019ء کو واپس اپنے گاؤں بیجو پورہ چلی گئیں۔

والدہ صاحبہ نے رمضان شریف شروع ہونے سے قبل خاکسار سے بذریعہ فون بات کی تھی۔ لیکن کیا معلوم تھا کہ والدہ محترمہ کا یہ فون آخری فون ہوگا۔ ’’بُلانے والا ہے سب سے پیارا اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر‘‘۔ مورخہ 27 اپریل 2020ء کو والدہ صاحبہ گھر کی صفائی کرتے ہوئے واکر سے گِر پڑیں۔ آپ کو مرگی کا دورہ پڑتا تھا۔ والد صاحب نے خوب علاج کروایا لیکن افاقہ نہ ہوا۔ کہا کرتی تھیں کہ دورہ ہی میری جان لے گا۔ ان کی بات پوری ہوئی اور تقریبًا 3 بجے دوپہر جبکہ گھر میں کوئی نہ تھا، والدہ محترمہ اپنے مولائے حقیقی سے جاملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ افسوس کہ ہم تین بھائی اور تین بہنیں لاک ڈاؤن کی وجہ سے ان کے جنازہ میں بھی شامل نہ ہو سکے۔ والدہ محترمہ نماز و روزہ کی پابند اور مہمان نواز تھیں۔ آپ کی وفات پر ہمارے بہت سے بھائیوں نے فون پر افسوس کا اظہار کیا۔ ان سبھی کا میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری والدہ کے درجات بلند کرے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

ارشادِ نبوی ﷺ

خَیْرُ الزَّادِ التَّقْوٰی

(سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے)

طالب دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَسِّعْ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

Courtesy: Alladin Builders
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

Alam Associates
Architect & Engineers
+91 9032667993
alamassociates18@gmail.com
22-7-269/1/2/B, Dewan Devdi, Hyderabad - 500002. (T.S.)

Mobile : 8978952048
lordsshoe.co@gmail.com
NEW Lords SHOE CO.
(WHOLESALE & RETAIL)
DEALERS IN : CHINA, DELHI & JALANDHAR LADIES AND GENTS SLIPPERS
16-10-27/105/B2, Malakpet, Hyderabad - 500 036. Telangana.

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے تحت نور ہسپتال کے شعبہ X Ray اور شعبہ دندان میں لیڈی ٹیکنیشین کی دو اسامیوں کو پُر کیا جانا مقصود ہے

درج ذیل تفصیل کے مطابق خدمت کی خواہشمند خواتین کیلئے تحریر ہے:

شرائط : اسامی لیڈی ٹیکنیشین برائے شعبہ ایکسرے (نور ہسپتال قادیان)

(1) اُمیدوار نے رجسٹرڈ اور منظور شدہ بورڈ سے Diploma in Radiology Technology کیا ہوا ہو اور Digital Technology and Competency in ECG Technology میں کم از کم تین سال کا تجربہ حاصل کیا ہو (2) اُمیدوار میں Good Communication Skill کا ہونا ضروری ہے

شرائط : اسامی لیڈی ٹیکنیشین برائے شعبہ دندان (نور ہسپتال قادیان)

(1) اُمیدوار نے رجسٹرڈ اور منظور شدہ بورڈ سے Diploma in Dentistry کیا ہوا ہو اور اس میں کم از کم تین سال کا تجربہ حاصل کیا ہو (2) اُمیدوار میں Good Communication Skill کا ہونا ضروری ہے

مشترکہ شرائط

(1) اُمیدوار کی عمر 22 سے 37 سال کے درمیان ہونی چاہئے (2) اُسی امیدوار کو انٹرویو کیلئے بلایا جائے گا جو مرکزی کمیٹی برائے بھرتی کارکنان کی طرف سے لئے جانے والے تحریری امتحان میں کامیاب ہوگا (3) تحریری امتحان اور انٹرویو میں کامیاب امیدوار کو نور ہسپتال قادیان کا جاری کردہ Medical Fitness سرٹیفکیٹ بھی پیش کرنا ہوگا (4) انٹرویو میں شرکت کیلئے امیدوار کو قادیان آمد و رفت اور میڈیکل کے تمام اخراجات خود برداشت کرنے ہوں گے (5) سلیکشن کی صورت میں قادیان میں رہائش کی ذمہ داری اُمیدوار کی اپنی ہوگی (6) امیدوار کیلئے نظارت دیوان کی طرف سے مجوزہ فارم کے ساتھ تعلیمی قابلیت کی سندات، Experience سرٹیفکیٹ، تاریخ پیدائش کا ثبوت، آدھار کارڈ، ووٹر آئی ڈی، جماعتی رجسٹریشن کارڈ کی تصدیق شدہ فوٹو کاپی لگانی ضروری ہوگی (7) ہفت روزہ اخبار بدر میں اعلان کے دو ماہ بعد امتحان کی تاریخ سے مطلع کر دیا جائے گا (8) خواہشمند امیدوار اپنی درخواستیں مطبوعہ فارم پر اپنے ضلع امیر / مقامی امیر / صدر / صدر لجنہ / مبلغ انچارج کے تصدیقی دستخط اور مہر کے ساتھ ارسال کر سکتے ہیں (9) امیدوار جب انٹرویو کیلئے تشریف لائیں تو اپنی اصل تعلیمی سندات اپنے ہمراہ ضرور لائیں (10) وقف نو امیدوار ہونے کی صورت میں صدر انجمن احمدیہ کی کسی بھی اسامی پر اپلائی کرنے سے قبل سیّدنا حضور انور سے حاصل کی گئی منظوری کی نقل شامل کرنی ضروری ہوگی (11) مذکورہ اسامی کیلئے کوائف فارم نظارت دیوان سے بھی حاصل کر سکتے ہیں، درخواست فارم مکمل پُر کرنے کے بعد حسب طریق و قواعد کارروائی ہوگی۔

صدر انجمن احمدیہ، انجمن تحریک جدید، انجمن وقف جدید قادیان کے ادارہ جات میں کارکن گریڈ درجہ چہارم برائے مالی، کیئرٹیکر، چوکیدار، باورچی، نانبائی، خادم مسجد کی اسامیاں پُر کی جانی مقصود ہیں

جو اُمیدوار خدمت کے خواہش مند ہوں وہ درج ذیل شرائط کے مطابق درخواست دے سکتے ہیں۔ اُمیدوار کا مندرجہ بالا کسی بھی کیٹیگری میں قادیان یا قادیان سے باہر کہیں بھی تقرر کیا جا سکتا ہے۔

شرائط

(1) اُمیدوار کیلئے تعلیم کی کوئی شرط نہیں (2) اُمیدوار کی عمر 25 سال سے کم ہونی ضروری ہے (3) برتھ سرٹیفکیٹ پیش کرنا ضروری ہوگا (4) وہی اُمیدوار خدمت کیلئے لئے جائیں گے جو مرکزی کمیٹی برائے بھرتی کارکنان کے انٹرویو میں کامیاب ہوں گے (5) وہی اُمیدوار خدمت کیلئے لئے جائیں گے جو نور ہسپتال قادیان کے میڈیکل بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحتمند اور تندرست ہوں گے (6) اُمیدوار کے قادیان آمد و رفت کے اخراجات اپنے ہوں گے (7) اگر کسی اُمیدوار کی اسامی میں سلیکشن ہوتی ہے اس صورت میں اس کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا (8) خواہشمند اُمیدوار مجوزہ درخواست فارم نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان سے حاصل کر سکتے ہیں ☆ اس اعلان کے دو ماہ کے اندر جو درخواستیں آئیں گی اس پر غور ہوگا۔

(ناظر دیوان قادیان)

مزید معلومات کیلئے رابطہ کر سکتے ہیں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان

e-mail : diwan@qadian.in

دفتر: 01872-501130 موبائل: 9877138347, 9646351280

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-20 Vol. 69 Thursday 9 - July - 2020 Issue. 28

MANAGER
NAWAB AHMAD
Mobile : +91 94170 20616
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.700/- (Per Issue : Rs.11/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت سعد بن معاذؓ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 3/جولائی 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ خطبات سے حضرت سعد بن معاذؓ کا ذکر چل رہا تھا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے قریب پہنچے تو آپؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ ہمارا مقابلہ قافلے سے نہیں بلکہ فوج سے ہوگا۔ پھر آپؐ نے ان سے مشورہ لیا اور فرمایا کہ بتاؤ تمہاری کیا صلاح ہے جب اکابر صحابہ نے آپؐ کی یہ بات سنی تو انہوں نے باری باری اٹھ کر نہایت جاں نثارانہ تقریریں کیں اور عرض کیا ہم ہر خدمت کیلئے حاضر ہیں۔لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بار مشورہ طلب فرمانے پر سعد بن معاذ رئیس اوس نے آپؐ کا منشا سمجھا اور انصار کی طرف سے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ اس وقت جبکہ ہم آپ کو مدینہ لائے تھے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مقام اور مرتبے کا علم نہیں تھا اب تو ہم نے اپنی آنکھوں سے آپ کی حقیقت کو دیکھ لیا ہے۔ اس لئے آپ جہاں چلیں ہم آپ کے ساتھ ہیں اور خدا کی قسم اگر آپ ہمیں سمندر میں کود جانے کا حکم دیں تو ہم کود جائیں گے اور ہم میں سے ایک فرد بھی پیچھے نہیں رہے گا۔ یا رسول اللہ ہم آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے۔

ایک صحابی کہتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں تیرہ جنگوں میں شریک ہوا مگر میرے دل میں بارہا یہ خواہش پیدا ہوئی ہے کہ میں بجائے ان لڑائیوں میں حصہ لینے کے اس فقرے کا کہنے والا ہوتا جو سعد بن معاذ کے منہ سے نکلا تھا۔ جنگ بدر کے موقع پر حضرت سعد بن معاذ کے اخلاص کا ذکر کرتے ہوئے سیرۃ خاتم النبیین میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ: جنگ کے انتخاب کے بعد سعد بن معاذ رئیس اوس کی تجویز سے صحابہ نے میدان کے ایک حصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک سائبان سا تیار کر دیا اور سعد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری سائبان کے پاس باندھ کر عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ اس سائبان میں تشریف رکھیں اور ہم اللہ کا نام لے کر دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اگر خدا نے ہمیں فتح دی اور یہی ہماری آرزو بھی ہے تو الحمدللہ لیکن اگر خدانخواستہ معاملہ دگرگوں ہوا تو آپ اپنی سواری پر سوار ہو کر جس طرح بھی ہو مدینہ پہنچ جائیں اور اس خیمہ کے ساتھ ہی اچھی قسم کی ایک اونٹنی باندھ کر رکھ دی اور عرض کیا کہ مدینہ میں ہمارے ایسے بھائی بند موجود ہیں جو محبت واخلاص میں ہم سے کم نہیں ہیں لیکن چونکہ ان کو یہ خیال نہیں تھا کہ اس مہم میں جنگ پیش آجائے گی اس لئے وہ ہمارے ساتھ نہیں آئے ورنہ ہرگز پیچھے نہ رہتے لیکن جب انہیں حالات کا علم ہوگا تو وہ آپ کی حفاظت میں جان تک لڑا دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔ یہ سعد کا جوشِ اخلاص تھا جو ہر حالت میں قابلِ تعریف ہے ورنہ بھلا خدا کا رسول اور میدان سے بھاگے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو سب سے آگے ہوتے تھے جنگوں میں۔

غزوہ احد کے موقع پر جمعہ کی شب حضرت سعد بن معاذ حضرت اُسید بن حضیر اور حضرت سعد بن عبادۃ مسجد نبوی میں ہتھیار پہنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر پہرہ دیتے رہے۔ غزوہ احد کے موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہوکر اور کمان کندھے پر ڈال کر اور نیزہ ہاتھ میں لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے تو سعد بن معاذ اور سعد بن عبادۃ آپ کی سواری کے سامنے آہستہ آہستہ دوڑتے جاتے تھے اور باقی صحابہ آپ کے دائیں اور بائیں اور پیچھے چل رہے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ احد سے مدینہ واپس آئے اور اپنے گھوڑے سے اترے تو آپ حضرت سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادۃ کا سہارا لیتے ہوئے اپنے گھر میں داخل ہوئے۔

جنگ اُحد سے واپسی پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی باگ سعد بن معاذ مدینہ کے رئیس نے پکڑی ہوئی تھی اور فخر سے آگے آگے دوڑے جاتے تھے۔ شاید دنیا کو یہ کہہ رہے تھے کہ دیکھا ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیریت سے اپنے گھر واپس لے آئے۔ شہر کے پاس انہیں اپنی بڑھیا ماں جس کی نظر کمزور ہو چکی تھی آتی ہوئی ملی۔ احد میں اس کا ایک بیٹا عمرو بن معاذ بھی مارا گیا تھا۔ اسے دیکھ کر سعد بن معاذ نے کہا یا رسول اللہ اُمی کہ اے اللہ کے رسول میری ماں آرہی ہے۔ آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ کی برکتوں کے ساتھ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مائی مجھے تمہارے بیٹے کی شہادت پر تم سے ہمدردی ہے اس پر نیک عورت نے کہا حضور جب میں نے آپ کو سلامت دیکھ لیا تو سمجھو کہ میں نے مصیبت کو بھون کر کھالیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مصیبت کو بھون کر کھالیا کیا عجیب محاورہ ہے۔ محبت کے کتنے گہرے جذبات پر دلالت کرتا ہے۔ غم انسان کو کھا جاتا ہے۔ وہ عورت جس کے بڑھاپے میں اس کا عصائے پیری ٹوٹ گیا، کس بہادری سے کہتی ہے کہ میرے بیٹے کے غم نے مجھے کیا کھانا ہے، جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تو میں اس غم کو کھا جاؤں گی۔ حضرت مصلح موعود انصار کی تعریف کرتے ہوئے اور ان کو دعا دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اے انصار میری جان تم پر فدا ہو تم کتنا ثواب لے گئے۔

حضور انور نے فرمایا: جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو کعب بن اشرف نے خفیہ چالوں اور مخفی سازباز سے اسلام اور بانی اسلام کی مخالفت شروع کر دی۔ جب کعب کے خلاف عہد شکنی، تحریک جنگ، فتنہ پردازی، فحش گوئی اور سازش قتل کے الزامات پایہ ثبوت کو پہنچ گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ کعب بن اشرف اپنی کارروائیوں کی وجہ سے واجب القتل ہے اور اپنے بعض صحابہ کو ارشاد فرمایا کہ اسے قتل کر دیا جاوے اور یہ ڈیوٹی آپ نے قبیلہ اوس کے ایک مخلص صحابی محمد بن مسلمہ کے سپرد فرمائی اور انہیں تاکید فرمائی کہ جو طریق بھی اختیار کرو قبیلہ اوس کے رئیس سعد بن معاذ سے ضرور مشورہ کریں۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ نے سعد بن معاذ کے مشورہ سے ابونائلہ اور دو تین اور صحابیوں کو اپنے ساتھ لیا اور کعب کے قتل کی سزا کو عملی جامہ پہنایا۔

حضور انور نے فرمایا: یہودی قبیلہ بنونضیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک پتھر گرا کر دھوکے سے ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلے کے محاصرے کا حکم دیا جس کے نتیجہ میں بالآخر یہ قبیلہ مدینہ سے جلا وطن ہو گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ بنونضیر کا اموال غنیمت ملا تو آپ نے اوس اور خزرج کو بلایا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر انصار کے مہاجرین پر کئے جانے والے احسانوں کا تذکرۃ فرمایا پھر آپ نے فرمایا اگر تم پسند کرو تو میں بنونضیر سے حاصل ہونے والا مال فئے تم میں اور مہاجرین میں تقسیم کر دوں۔ مہاجرین حسب سابق تمہارے گھروں میں رہیں گے۔ لیکن دوسری صورت یہ ہے کہ اگر تم پسند کرو تو یہ اموال میں مہاجرین میں تقسیم کر دیتا ہوں پھر وہ تمہارے گھروں سے نکل جائیں گے۔ اس پر حضرت سعد بن عبادۃ اور حضرت سعد بن معاذ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ یہ اموال مہاجرین میں تقسیم فرما دیں لیکن وہ حسب سابق ہمارے گھروں میں رہیں گے اور وہ سلسلہ مؤاخات کا قائم رہے گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ انصار پر رحم فرما اور انصار کے بیٹوں پر رحم فرما پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مال فئے مہاجرین میں تقسیم فرما دیا اور حضرت سعد بن معاذ کو ابوحقیق یہودی کی تلوار عطا کی جسکی یہودیوں میں بڑی شہرت تھی۔

جب حضرت عائشہ پر الزام لگایا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ کے خاندان کو بڑی تکلیف سے گزرنا پڑا اور منافقین کے غلط رویے کا آنحضرت نے ایک موقع پر صحابہ کے سامنے ذکر کیا تو اس وقت حضرت سعد بن معاذ نے بے لوث فدائیت کا اظہار فرمایا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جمع کیا اور فرمایا کوئی ہے جو مجھے اس شخص سے بچائے جس نے مجھے دکھ دیا ہے۔ اس سے آپؐ کی مراد عبداللہ بن ابی بن سلول سے تھی۔ حضرت سعد بن معاذ جو اوس قبیلے کے سردار تھے کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ اگر وہ شخص ہم میں سے ہے تو ہم اس کو مارنے کیلئے تیار ہیں اور اگر وہ خزرج میں سے ہے تب بھی ہم اس کو مارنے کیلئے تیار ہیں۔

غزوہ خندق کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بنوقریظہ کی خطرناک غداری کا علم ہوا تو آپ نے قبیلہ اوس وخزرج کے رئیس سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ اور بعض دوسرے بااثر صحابہ کو ایک وفد کے طور پر بنوقریظہ کی طرف روانہ فرمایا۔ جب یہ لوگ بنوقریظہ کے مساکن میں پہنچے اور ان کے رئیس کعب بن اسود کے پاس گئے تو وہ بدبخت ان کو نہایت مغرورانہ انداز سے ملا اور معاہدہ کا ذکر ہونے پر وہ اور اس کے قبیلہ کے لوگ بگڑ گئے اور بولے کہ جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہوا ہم نے کوئی معاہدہ نہیں کیا۔ یہ الفاظ سن کر صحابہ کا یہ وفد واپس اٹھ کر چلا آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان حالات کی اطلاع دی۔

حضور انور نے فرمایا: بہرحال جنگ کی حالت کی وجہ سے اس قبیلہ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوسکتی تھی لیکن جنگ کے اختتام پر جب شہر میں واپس آئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کشفی رنگ میں بنوقریظہ کی غداری اور بغاوت کی سزا دینے کا حکم دیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام اعلان فرمایا کہ بنوقریظہ کے قلعوں کی طرف روانہ ہوجائیں اور نماز عصر وہیں جاکر ادا ہو اور آپ نے حضرت علی کو صحابہ کے ایک دستے کے ساتھ فوراً آگے روانہ کر دیا۔

......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad